امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

اور

احترام سادات

مصنف

علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری

ناشر

انجمن ضیاء طیبہ

نزد دفتر المؤذن حج و عمرہ سروسز

آدم جی داؤد روڈ، میٹھادر، کراچی۔
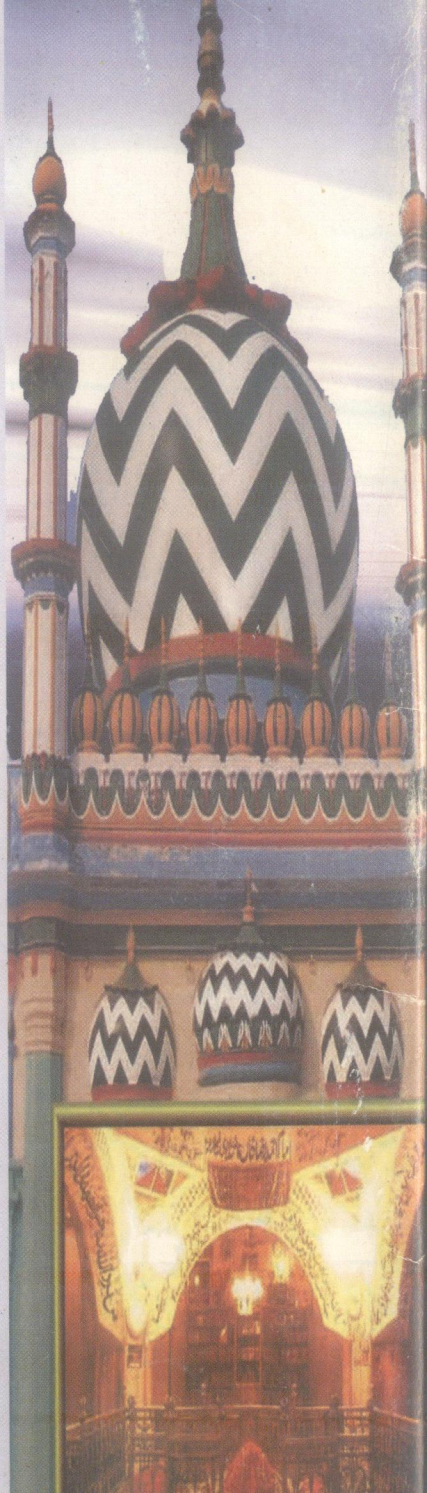
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ

نامِ کتاب	:	امام احمد رضا اور احترام سادات
مؤلف	:	علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری
ضخامت	:	64 صفحات
تعداد	:	3000
سن اشاعت	:	مارچ 2006ء
سلسلہ اشاعت نمبر	:	30
ہدیہ	:	ایصال ثواب جمیع امت مصطفویہ ﷺ

☆☆☆ناشر☆☆☆

انجمن ضیائے طیبہ

بالمقابل حبیب بینک کھارادر برانچ، آدم جی داؤد روڈ،

نزد دفتر المؤذن حج وعمرہ سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ، میٹھادر، کراچی۔

فون:2473226-2473292

شہزاد احمد المجددی القادری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

انتساب

بنام نامی

تاجدار اہلسنت، ناصر ملت، واقف اسرار شریعت، دانائے رموز حقیقت، راحت قلب حزیں، احب علم یقین، شمس العارفین، سید الواصلین، عمدۃ الکاملین، نائب سید المرسلین، سید العلماء، تاج العرفا، رئیس الاتقیا، زبدۃ الافاضل، مجمع السلاسل، خاتم الاکابر فخر السادات سیدنا مولانا حضرت مخدوم السید الشاہ آل رسول احمد قادری مارہروی رضی اللہ عنہ نور اللہ مرقدہ۔

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

نیاز کیش

صابر حسین شاہ بخاری

بخدمت ۔۔۔۔۔ (handwritten, illegible)

معروضات وعزائم

الحمدللہ علی احسانہ "انجمن ضیاء طیبہ" گذشتہ دو سال سے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے خدمت میں مصروف عمل ہے۔ انجمن کی نسبت شیخ العرب والعجم حضرت قطب مدینہ شاہ ضیاء الدین قادری مدنی قدس سرہ سے معنون ہے۔ سادہ لوح سنی بھائیوں اور بہنوں کی اعتقادی ونظریاتی راہنمائی کے لئے اہم موضوعات پر تاحال تقریباً پچیس کتب شائع کرنے کا شرف سعادت حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شمسی کلینڈر (انگریزی ماہ) کے پہلے یومِ جمعہ بعد عشاء "الف مسجد" کھارادر میں حالات حاضرہ کے مطابق اہم موضوعات پر درس قرآن و احادیث کے اجتماعات بعنوان "ضیائے قرآن" منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں مقتدر علماء اہلسنّت محققانہ وناصحانہ خطاب فرماتے ہیں جب کہ اسی موقع پر بہ اعتبار موضوع ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ بحمدہٖ تعالیٰ "انجمن ضیاء طیبہ" کے تحت سنی حاجیوں کی فکری وعملی راہنمائی کے لئے "المؤذن حج گروپ" کی خدمات ضرب المثل ہو چکی ہیں۔ حاجیوں کے لئے تربیتی کورسز، سوال وجواب کی فقہی نشستوں کے انعقاد، مناسک حج وعمرہ کی ادائیگی کے لئے مسائل اور دعاؤں پر مبنی کتاب "ضیائے حج" اور حجۃ الوداع کی روداد پر مبنی کتاب "رسول اللہ ﷺ کا حج" اور دیگر درود و سلام اور وظائف پر مشتمل کتاب "ضیاء درود" (مختلف درود خصوصاً درود اکبر) "ضیاء طیبہ" (قصیدہ بردہ شریف) "الوظیفۃ الکریمہ" (اعلیٰ حضرت اور مشائخ قادریہ کے معمولات واوراد و وظائف) اور "ضیاء الدعا" کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پہلی تا پندرہ صدیوں پر محیط مجددین کی تفصیلی و تحقیقی تاریخ "ضیاء المجددین" تقریبا آٹھ جلدوں میں عنقریب شائع ہوگی، انشاء اللہ تعالی عزوجل والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام) نیز ان شاء اللہ بارہ مہینوں کے فضائل اور ان میں اعراس بزرگان دین کی تواریخ پر مبنی " کیلنڈر" بھی بہت جلد شائع ہوگا جبکہ ہر ماہ کے فضائل پر علیحدہ کتابچے تو ہم پہلے ہی شائع کر چکے ہیں۔

سید اللہ رکھا

پیش لفظ

از قلم: نسیم احمد صدیقی نوری

رسالہ ہذا "احترام سادات اور امام احمد رضا" کی پہلی اشاعت کا شرف "رضا اکیڈمی" لاہور کے الحاج محمد مقبول احمد ضیائی کو ۱۹۹۷ء میں حاصل ہوا۔ دوسری اشاعت ہندوستان سے ہوئی اور اب یہ تیسری اشاعت کا شرف انجمن ضیائے طیبہ کراچی کو حاصل ہو رہا ہے۔ انجمن ضیاء طیبہ (بحمدہ تعالی) ہر ماہ عقائد اہلسنّت کے فروغ کے لئے کتب و رسائل شائع کرنے کا اہتمام کرتی ہے۔ گذشتہ سال عرس اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے موقع پر فقیر کی تالیف کردہ "ضیائے حدائق بخشش" شائع کی گئی۔ امسال کے لئے "رسالہ ہذا" کی اشاعت کا سبب یوں ہوا، کہ حال ہی میں محترم المقام طاہر سلطانی صاحب (ایڈیٹر و پبلشر ماہنامہ "جہان حمد" کراچی) نے ایک عظیم نمبر ضخیم کتاب کی صورت بعنوان "عاشق رسول امام احمد رضا" علیہ الرحمہ ۶۴۴ صفحات پر محیط شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جس میں مختلف ارباب علم و دانش نے اپنے مضامین میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے علمی و تجدیدی کارناموں کے ساتھ ساتھ آپ کی نعتیہ شاعری پر بھی عمدہ مضامین کا انتخاب کیا ہے بعض مضامین پہلے ہی سے مطبوعہ تھے مگر اب دستیاب نہیں تھے انھیں شائع کر کے جناب طاہر سلطانی صاحب نے مسلک اعلیٰ حضرت کی عظیم خدمت کی ہے، جب کہ بعض مضامین غیر مطبوعہ تھے جو پہلی بار زیور طباعت سے آراستہ ہوئے۔ انہی مضامین میں ایک مضمون، ممتاز قلمکار جناب مہر وجدانی صاحب کا بھی نظر سے گذرا۔ جناب مہر وجدانی صاحب نثر نگاری کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کا بھی اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ فقیر کے کرم فرما اور مسلکی و تحریکی رفیق و صدیق محقق اہلسنّت محترم المقام سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی نے گذشتہ ہفتہ فون کیا تھا، جو اکثر فقیر کی خیریت کے لئے فون کرتے رہتے ہیں، امسال حج کے موقع پر بھی مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں قبلہ بخاری صاحب مدظلہ سے بذریعہ فون بات ہوتی رہی۔ آپ کا سلام آپ کے کریم نانا ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرنے کی سعادت بھی فقیر کو

حاصل ہوئی آپ نے فقیر سے امام اہلسنت حضرت شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ ردو ہابیہ میں کتاب "سیف الجبار" کی فوٹو کاپی طلب فرمائی تو فقیر نے تعمیل حکم میں بھجوادی۔
اسی حوالہ سے گذشتہ ہفتہ فون پر جو بات ہوئی، تو "جہان حمد" کے نمبر میں شامل مہر وجدانی صاحب کے مضمون پر گفتگو ہوئی، علاوہ ازیں محترم صبیح رحمانی صاحب کے "نعت رنگ کے امام احمد رضا نمبر" پر بھی گفتگو ہوئی۔ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب مدظلہ نے توجہ دلائی کہ جناب مہر وجدانی صاحب کے مضمون میں احترام سادات کے حوالے سے اعلیٰ حضرت سے منسوب اہم ترین واقعہ (جسے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے "زلف و زنجیر" میں نقل کیا ہے) کا انکار کیا ہے۔ لہٰذا آپ اس پر انھیں توجہ دلائیں کہ اس سے رجوع کریں، وگرنہ کم از کم احتجاج نوٹ ہو جائے۔ راقم نے بخاری صاحب قبلہ سے یہ عرض کیا کہ ممکن ہے ہم "انجمن ضیاء طیبہ" کے پلیٹ فارم سے آپ کی تالیف "احترام سادات اور امام احمد رضا" شائع کرنے کا اہتمام کریں اور پھر مہر وجدانی صاحب کی خدمت میں اس تالیف کو پیش کر دیا جائے تو یقیناً اپنے مضمون کے اس حصہ سے رجوع کریں گے جس میں انھوں نے احترام سادات کے واقعہ کی نفی کی ہے۔ راقم نے اس ضمن میں محترم المقام جناب سید اللہ رکھا صاحب (جن کی نوازشات خدام مسلک امام احمد رضا پر بے حد و بے حساب رہتی ہیں) سے بات کی، آپ اور آپ کے رفقاء انجمن ضیاء طیبہ کے لئے شب و روز مصروف خدمت ہوتے ہیں۔ سید اللہ رکھا صاحب نے فقیر کی تجویز سے اتفاق کیا کہ امسال عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر محقق اہلسنّت سید صابر حسین شاہ بخاری زید مجدہ کی تالیف کو شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ سید اللہ رکھا شاہ صاحب مدظلہ العالی کے دولت کدہ پر ہر ماہ پچیسویں شب (بحساب قمری تقویم) **ایک محفل** انتہائی عقیدت و احترام سے منعقد ہوتی ہے جب کہ سالانہ عظیم محفل ماہ صفر کی پچیس تاریخ کو کھارادر کراچی میں منعقد ہوتی ہے۔ سید اللہ رکھا شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرکزی سطح پر عرس اعلیٰ حضرت دار العلوم امجدیہ میں کثیر اجتماع عوام اہلسنّت میں بھی اس رسالہ کی تقسیم کا اہتمام ہو اور کھارادر میں بھی تقسیم کی جائے۔

مہر وجدانی صاحب سے التماس:۔

مہر وجدانی صاحب کے متذکرہ مضمون "امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ علیہ" میں اختلافی پیراگراف سے قطع نظر دیکھا جائے تو مضمون بہرطور اچھے انداز میں لکھا گیا ہے۔ وجدانی صاحب، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مبارک زندگی اور آپ کے علمی کارناموں سے بہت متاثر بھی نظر آتے ہیں۔ مضمون کے آغاز ہی میں وجدانی صاحب نے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی ولادت کے زمانہ کا ایک خاکہ ونقشہ پیش کرتے ہوئے مکتب دیوبند کی ریشہ دوانیوں کو تحریر کیا ہے،

مہر وجدانی صاحب لکھتے ہیں، "مکتب دیوبند نے اپنے گورے آقاؤں کی کامل وفاداری کے گن گاتے ہوئے جدید نقشے پر دینی تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، تعلیم وتدریس کے ساتھ کتابیں بھی تصنیف کی گئیں اور مسلمانوں کے معتبر ومستند افکار وخیالات مذہبی اور شعائر اسلامی پر ایسی کاری ضربیں لگائی گئیں کہ اگر نصرت الٰہی امام احمد رضا کی پشت پناہی نہ کرتی تو دیوبند کے قطب ربانی کا تعلیمی نقشہ جدید انہیں غبار راہ بنا دیتا" .... آگے لکھتے ہیں، "اس وقت امام احمد رضا کے علم ودانش نے زبان وقلم کے ہتھیاروں سے تجدد کی فتنہ انگیز تحریک کے خلاف صف آرائی کی اور تاریخ آج تک شہادت دے رہی ہے کہ اس منہ زور تحریک نے علم کے اس بحر ذخار کے سامنے دم توڑ دیا"۔ (عاشق رسول امام احمد رضا صفحہ ۴۳۵ تا ۴۳۷)

لیکن اس مضمون میں مہر وجدانی صاحب چند صفحات آگے بڑھ کر احترام سادات کے واقعہ کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"اس قصہ کا مقصد ومنشا عشق رسول کی انتہا بیان کرنا ہے۔ بلاشبہ محبت رسول کے اظہار میں امام احمد رضا خاں کا کوئی ثانی نہیں، لیکن ایک متبحر عالم، فقیہہ اور شریعت سے سرمو انحراف نہ کرنے والی ہستی کے ساتھ ایک غیر شرعی اور غیر مصدقہ واقعہ کو محض دیکھنے والوں کے بیان کی آڑ لے کر تحریر کر دینا غیر اخلاقی، غیر اسلامی اور اتہامی بات ہے۔ اسلام میں نسبی یا خونی رشتہ کسی اہمیت کا حامل نہیں۔ صرف ایمان اور تقویٰ معیار ہے"۔ (حوالہ مذکورہ صفحہ ۴۳۹)

مہر وجدانی صاحب......! یہ واقعہ غیر مصدقہ نہیں ہے، اس کی تصدیق ہو چکی ہے،

تصدیق کنندگان میں انتہائی ثقہ اہل اللہ حضرات شامل ہیں جب کہ اس واقعہ کے پہلے ناقل عالم نبیل وکبیر، رئیس التحریر، ادیب شہیر حضرت علامہ ارشد القادری نور اللہ مرقدہ ہیں۔ جو صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس السرہ العزیز (خلیفہ اعلیٰ حضرت) کے برادر نسبتی اور تلمیذ خاص ہیں۔

مہر وجدانی صاحب......! آپ نے واقعہ کی نفی کے ساتھ ساتھ نسبی نسبتوں کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نسبی نسبت یعنی اولاد رسول ہونا تو بڑی عظمت کی بات ہے محض اولیاء کرام سے نسبت کی بنیاد پر ان کے خادمین میں انسان تو کجا، کتے کا بھی جنت میں داخلہ ممکن ہو گیا ہے، راقم کا اشارہ اصحاب کہف رحمہم اللہ کے کتے "قطمیر" کی جانب ہے۔

مہر وجدانی صاحب......! آپ نے سادات کرام کے سید زادہ یا شہزادہ لکھے جانے پر بھی سخت تنقید فرمائی ہے کہ "اللہ کا رسول تو بادشاہ نہیں تھا۔ اس نے تو بادشاہان وقت کا غرور و تکبر پاش پاش کیا اور حکومت الٰہیہ قائم کی اس کی آل تو تمام امت ہے"۔ (صفحہ ۴۴۱) اور احترام سادات کے واقعہ کو دیو مالائی قصہ قرار دے دیا ہے (صفحہ ۴۴۱) رسالہ ہذا میں موجود مواد ممکن ہے کہ آپ کی اصلاح کا ذریعہ ہو جائے۔ سادات کرام کی نسبت کی عظمت، ایک صاحبزادی سیدۃ النساء فی العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وسلام اللہ علیہا سے جاری نسل اور دیگر بنات رسول سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہم سے جاری نسلوں پر علیحدہ ایک تالیف میں گفتگو ہو گی۔ (انشاء اللہ عزوجل) یہاں صرف اتنا عرض کر دوں یہ رافضی نظریہ نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مبارکہ اس موقع و ماحول میں ہوئی کہ جب سیدہ اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے گھر قرآن نازل ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"احترام سادات اور امام احمد رضا" انجمن ضیاء طیبہ کراچی کے تحت نئی آب و تاب سے شائع ہو رہی ہے۔ محترم سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی نے اس مقالہ میں سادات کرام کی عظمتوں کو سیرت اعلیٰ حضرت کے آئینہ میں دیکھا اور قرطاس پر تحریر ایسی کہ تصویر کا گمان ہو پیش کر دی ہے۔

فقیر نے نئی کتابت کمپیوٹر سے کروا کر اس کی ترتیب میں بعض مقام پر قوسین میں چند جملے بطور وضاحت لکھے ہیں۔ واقعات کی ترتیب میں کمی تو نہیں کی البتہ ترتیب کے تسلسل کو قائم رکھنے کی خاطر بعض ہیڈنگ (اپنی جانب سے) لگا کر اعلیٰ حضرت سے متعلق جملہ واقعات، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم (رحمہم اللہ اجمعین) کے واقعات اپنے اپنے مقام پر ایک ہی ترتیب میں درج کر دیئے ہیں۔

سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی نے اپنے اس مقالہ کے اختتام پر نہایت خوبصورت کلمات موعظمت و نصیحت تحریر فرمائے ہیں، گویا درد دل کو خدمت دین و مسلک کے سانچے میں ڈھال دینے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے، انجمن ضیاء طیبہ کی خدمات کو قبول فرمائے اور بخاری صاحب قبلہ کے والد مرحوم، سید اللہ رکھا شاہ صاحب کے والدین اور فقیر نسیم صدیقی کے والدین اور ہمشیرہ (مرحومین) کی مغفرت فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ و التسلیم
و علی الہ و صحبہ اجمعین.

خادم العلماء، سگ درگاہ مفتی اعظم

احقر نسیم صدیقی غفرلہ،
انجمن ضیاء طیبہ، بالمقابل حبیب بنک کھارادار برانچ،
آدم جی داؤد روڈ، کھارادر، کراچی۔
رابطہ:۔ 0333-3448008

تقدیم

پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش وراثی علیہ الرحمہ

پروفیسر فیاض احمد کاوش علیہ الرحمہ ممتاز ادیب، محقق، نقاد اور نعت گو شاعر تھے، آپ کی تحریریں خواص وعوام کے لیے یکساں مفید ہوتیں۔ آپ کی ۲۰ سے زائد تصانیف فقیر کی نظر سے گذری ہیں۔ جبکہ آپ کی یاد میں شائع ہونے والے مجلّہ "نذر کاوش" میں فہرست تصنیفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے رشحات قلم سے تقریباً ۳۰ کتب منصۂ شہود پر آئی ہیں جن میں چند سندھی زبان میں بھی ہیں اور چند غیر مطبوعہ ہیں علاوہ ازیں مختلف کتب پر مقدمات وتقاریظ اور مقالہ جات وغیرہ تعداد میں سو سے کم نہیں ہوں گے یہ مقدمہ جب شائع ہوا آپ حیات تھے۔ ۱۲، اکتوبر ۱۹۹۹ء قبل وقت زوال گیارہ بج کر پینتالیس منٹ پر آپ کا وصال ہوا۔

دنیائے علم وفن میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کی ہمہ گیر شخصیت اپنے اور بیگانوں کی نظر میں اختلافی ضرور ہوسکتی ہے۔ لیکن ان کی علمی قابلیت۔ تحقیق تدقیق اور بالخصوص عشق رسالت مآب کے سبھی معترف ہیں۔ امام احمد رضا کو دولت عشق رسول علیہ افضل الثنا والتسلیم ورثے میں ملی تھی آپ کے والد محترم حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ اپنے وقت کے ایک عظیم عالم باعمل اور مفتی اعظم تھے۔ ان کی تحریروں میں رسول مقبول ﷺ سے عشق ومحبت اور وارفتگی بطور خاص نمایاں ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے دور طالب علمی میں ایک مرتبہ ریاضی کی مشہور کتاب چغمینی کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ حضرت والد محترم مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ نے دیکھا تو فرمایا:۔

بیٹا اس قسم کی چیزوں میں اپنا وقت کیوں برباد کرتے ہو۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کے دربار سے سب کچھ عطا کر دیا جائے گا......

امام احمد رضا علیہ الرحمہ عشق رسول ﷺ میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے...... مصطفیٰ کریم ﷺ سے جس چیز کو نسبت ہوتی وہ ان کے سر کا تاج بن جاتی۔

بقول مولانا حسن رضا خان:-

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور　　　تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

امام احمد رضا نے اپنے قول و فعل سے عشق رسول ﷺ کا ثبوت دیا، نسب رسول کا آپ بطور خاص خیال رکھتے تھے۔ جب کوئی سید نظر آتا بچھ بچھ جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک سید فقیر نے دروازے پر صدا لگائی۔ اس دن آپ کو اپنے علمی ذوق و شوق کی تکمیل کے لئے حسب سابق والدہ صاحب کی طرف سے رقم ملی تھی۔ جو کہ ایک صندوقچی میں روپوں پیسوں کی شکل میں موجود تھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ فقیر سید ہے تو پوری صندوقچی اس کے سامنے پیش کر دی۔ فقیر نے کہا کہ مجھے اتنے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔ فقیر نے چونی اٹھالی اور کہا کہ یہی میری حاجت ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی زندگی کے یوں تو کئی پہلو ہیں جن پر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن عشق رسول ﷺ کے پہلو میں جتنا لکھا گیا وہ ضمنی انداز سے سامنے آیا۔ بالخصوص احترام سادات کے حوالے سے آج تک کسی فاضل کا مقالہ سامنے نہیں آیا۔ فاضل محقق سید صابر حسین شاہ بخاری قابل صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے چھپے ہوئے (یعنی مخفی گوشوں پر) اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کی تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ ہر چند کہ اس میں درج واقعات اکثر و بیشتر کتب میں نظر آتے ہیں۔ لیکن یکجا طور پر مخصوص انداز میں ان واقعات کو صفحہ قرطاس پر لانے کا سہرا انہیں کے سر سجتا ہے۔ اس مقالے میں احترام سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کے روز و شب کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے عشق رسالت مآب کے تقاضے کو کس طرح پورا کیا اور نسب رسول کا کس قدر احترام کیا۔

سید صاحب نے مختلف حوالوں سے...... مختلف جہتوں سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور ان کی اولاد امجاد کی سادات کرام سے الفت و محبت کا احاطہ کیا ہے مثلاً امام احمد رضا علیہ الرحمہ اور احترام سادات، کلام رضا میں محبت سادات کے عناصر، خاندان رضا اور احترام سادات اور احترام اولادِ سادات، اولاد رضا اور احترام سادات وغیرہ اس مقالے کے تابندہ و درخشندہ عنوانات ہیں!

مقالہ میں باقاعدہ حوالوں سے تمام واقعات درج کئے گئے ہیں اور آخر میں مآخذ ومراجع کے تحت ان حوالہ جات کی فہرست بھی دے دی گئی ہے۔

سید صاحب نے اپنی تحریر میں سادہ اور عام فہم زبان استعمال کی ہے عام پڑھا لکھا قاری بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ سید صاحب کا قلم رواں دواں اور پُر اثر ہے، جو بات کہتے ہیں حقائق وشواہد کی روشنی میں کہتے ہیں۔ بخاری صاحب نے اپنے مقالے میں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ احترام سادات کے ضمن میں اسلامی نقطہ نظر واضح ہو۔ لہٰذا انہوں نے فتاوی رضویہ کی مختلف جلدوں سے ان فتوؤں کو بھی درج کیا ہے۔ جن میں احترام سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت نے شرعی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

اس طرح بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مقالہ رضویات کے حوالے سے ایک اہم اضافہ ہے۔ جس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقالے کو قبول عام کا شرف بخشے اور سید صاحب کو بیش از بیش انعامات عالیہ سے نوازے......
آمین ثم آمین بجق سید المرسلین ﷺ

فیاض احمد خان کاوش

جمعہ ۲ دسمبر ۱۹۹۶ء ۲۴ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ

تقریظ

حضرت علامہ غلام مصطفیٰ مجددی مدفیوضہ

ہم اہل ایمان ہیں...... اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں...... جس کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پیار ہے...... ہمیں بھی اس سے پیار ہے...... **قرآن** سے...... اسلام سے...... مکہ مکرمہ سے...... مدینہ منورہ سے...... صحابہ کرام سے...... **آل طہار** سے...... ہم سب سے عقیدت رکھتے ہیں...... ہم سب پر جان وارتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ **اللہ** اور اس کے رسول کی محبت۔ آل طہار کو لیجئے۔ ہمارے پروردگار نے فرمایا ہے

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

اے محبوب! فرما دیجئے میں تم سے کچھ نہیں مانگتا، اتنا ضرور کہتا ہوں کہ میرے قریبوں سے محبت کرو......

ہمارے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ:۔

چار ہیں قیامت کے دن میں جن کی شفاعت کروں گا اگر چہ وہ تمام اہل زمین کے گناہوں جتنے گناہ لے کر آئیں میری آل کی تکریم کرنے والا ان کی حاجات پوری کرنے والا ان کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنے والا زبان اور دل سے ان کو چاہنے والا۔ (الصواعق المحرقہ)

مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

مجھ سے محبت کرو اللہ کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔ (کتاب الشفاء)

آل طہار کی وجہ سے دوزخ سے رہائی کا پروانہ اور عذاب حشر سے امان کی دلیل ہے...... اللہ اللہ سب ایمان والوں نے اپنے محبوب کی وجہ سے اپنے **محبوب کی اولاد** کو اپنی اولاد سے محبوب تر رکھا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

خدا کی قسم میں اپنے قریبوں سے زیادہ حضور کے اہل بیت کو عزیز رکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دوگنا مال غنیمت دیا (الریاض النضرہ)

اور ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:۔

یعنی اللہ کے بعد تمہاری برکت سے ہمیں یہ عزت وعظمت عطا ہوئی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین کے پائے اقدس اپنے کپڑے سے پونچھے اور کہا کہ:۔

اللہ کی قسم! جتنے آپ کے فضائل میں جانتا ہوں لوگ جان لیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔ (اظہار السعادت)

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے آل طہار کے ایک فرد وحید حضرت عبداللہ بن حسن علیہ الرحمہ سے کہا کہ:۔

حضور! آپ کی کوئی ضرورت ہو تو آپ کسی کو بھیج دیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ آپ میرے دروازے پر کسی ضرورت کی وجہ سے کھڑے ہوں۔

(الصواعق المحرقہ)

سراج الامہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ افراد آل نبوت کے احترام میں بچھ بچھ جاتے تھے۔ ایک سیدزادے کی تعظیم کے لئے آپ نے بار بار کھڑے ہونا باعث سعادت سمجھا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:۔

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

یکفیکم من عظیمہ القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ

یعنی اہل بیت! تمہاری محبت کو اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔ تمہاری شان کے لئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:۔

"محبت اہل بیت، سرمایہ اہل سنت است" مخالفان ازیں معنی غافل اند واز محبت ایشاں جاہل"

اللہ اکبر! کس کس چیز کا ذکر کیا جائے۔ سب اہل سنت سب **اہل محبت**...... اپنے کشکول دل کو اہل بیت کی محبت کی دولت سے لبالب کئے ہوئے ہیں اس محبت میں امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا اپنا ہی انداز ہے آپ کے نزدیک وہی دل، دل کہلانے کے قابل ہے جو آل رسول کی ولا سے سرشار ہے اور وہی سر، سر کہلانے کا حقدار ہے جو آل رسول کے نام پہ کٹ مرنے کو بے تاب ہے فرماتے ہیں:۔

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول　　خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول

منم امیر و جہانگیر و کجکلا یعنی　　کمینہ بندہ و مسکیں گدائے آل رسول

یہ ساری نظم قابل داد ہے بظاہر اپنے مرشد کامل حضور سید آل رسول ماہروی علیہ الرحمہ کی جناب میں عرض گزار ہیں مگر بباطن یوں لگتا ہے کہ ساری آل رسول ﷺ کی عظمت و محبت کے ترانے الاپ رہے ہیں آخری شعر حاصل نظم ہے:۔

مرا زِ نسبتِ ملک است امید آنکہ بہ حشر　　ندا کنند بیا اے رضائے آل رسول

حضرت رضا علیہ الرحمہ کا عشق رسول ﷺ عصر حاضر میں ضرب المثل کی صورت دکھائی دیتا ہے اور اس کے حوالے سے آل رسول ﷺ سے قلبی وروحی لگاؤ آپ کو نصیب ہوا اسے دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے:۔

اداس رت کو بہاروں سے آشنا کر کے　　چلا گیا ہے کوئی شخص پھر وفا کر کے

موجودہ عہد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا عہد ہے آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور سیرت کے مختلف گوشوں پہ بڑی جاندار کتابیں لکھی گئی ہیں ضرورت تھی کہ آپ کا یہ جذبہ بھی لوگوں کو دکھایا جاتا اور بتایا جاتا کہ دیکھو دیکھو اگر محبوب اور محبوب والوں سے محبت کرنی ہے تو ایسے کرو جیسے اس مرد عشق نے کی ہے سو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے فاضل نوجوان حضرت سید صابر

حسین شاہ بخاری میدان تحقیق میں وارد ہوئے اور اپنے قلم کی وہ جولانیاں دکھائیں کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے اکثر الفاظ وکلمات اعلیٰ حضرت کے ہیں مگر ترتیب وتہذیب کا حسن جناب بخاری صاحب کا رہین منت ہے چونکہ خود سید ہیں اس لئے جہاں جہاں کچھ لکھا وہاں وہاں عجیب سی اثر آفرینی نظر آتی ہے آل رسول ﷺ کی بے پایاں محبت کے اس سدا بہار گلدستے کی سرور افزا خوشبو کو رضا اکیڈمی لاہور نے عام کیا ہے۔ رضا اکیڈمی اس سے پہلے بھی بہت سے محبت بھرے مقالات و رسائل بہترین انداز میں شائع کر چکی ہے مگر موضوع کے اعتبار سے یہ مقالہ منفرد مقام کا حامل ہے میری التجا ہے کہ اللہ کریم آل محبوب کریم کے طفیل اس کے ہر حرف کو ہدایت کا چمکتا ہوا ستارا بنا دے۔

اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را	می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول

غلام مصطفیٰ مجددی،

(ایم اے، علوم اسلامیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کس زباں سے ہو بیان عز و شان اہل بیت مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت

محبوب کائنات رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کی علامتوں میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ ہر اس شخصیت سے محبت کی جائے جن سے محبوب کائنات ﷺ نے محبت فرمائی ہو۔ اہل بیت اطہار اور سادات کرام کی عزت و تعظیم کرنا بھی محبت رسول کی علامت ہے کیوں کہ انہیں حضور ﷺ سے ایک خاص نسبت و اضافت حاصل ہے۔ آل رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے سادات کرام توقیر و تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ (۱) ہر دور میں اہل محبت نے سادات کرام سے اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیا ہے بے شک تمام عشاق رسول ﷺ کی سادات کرام سے محبت و الفت بے مثال اور قابل صد ستائش ہے۔ لیکن ان میں امام اہل محبت، محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی سادات کرام سے محبت و عقیدت ضرب المثل بن چکی ہے آپ سے اختلاف کرنے والوں کو بھی اعتراف ہے کہ:۔

"حقیقی معنی میں آپ شیفتۂ رسول ﷺ تھے" (۲)

پیش نظر مقالے میں محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی سادات کرام سے محبت و عقیدت کی چند جھلکیاں قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

امام احمد رضا اور نسب سادات:۔

ایک استفتاء کے جواب میں نسب سادات کی عظمت و رفعت کے بارے میں امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے سیر حاصل بحث فرمائی ہے یہاں صرف چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

فرماتے ہیں ﷺ:۔

"روز قیامت میں سب سے پہلے اہل بیت کی شفاعت فرماؤں گا پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہیں قریش تک پھر انصار پھر اہل یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی پھر باقی عرب پھر اہل عجم اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل

ہے۔

فرماتے ہیں ﷺ :۔

ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ:۔

حضور اقدس ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہر علاقہ و رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ و علاقہ کہ دنیا و آخرت میں جڑا ہوا ہے۔

دوسری حدیث صحیح میں یوں ہے کہ:۔

حضور اقدس ﷺ نے بر سر منبر فرمایا کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم! میری قرابت دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔

جب مقبولان خدا سے اتنا سا علاقہ کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کو پانی دے دیا عمر میں ان کا کوئی کام کر دیا آخرت میں ایسا نفع دے گا تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہئے بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین سے علاقہ نسب کا نافع ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

یہ ذریت مومن کا حال ہے جو اسلام پر مریں اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان کی منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ اپنے باپ دادا سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی جب عام صالحین کی صلاح ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق، فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح عظیم کا کیا کہنا جن کی اولاد میں شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے پھر اللہ اکبر! حضرات سادات کرام، اولاد امجاد، حضرت خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ خود حضور پرنور سید الصالحین سید العالمین سید المرسلین ﷺ کی بیٹی ہیں کہ ان کی شان تو ارفع و اعلیٰ و بلند و بالا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی کہ:۔

وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکاران کے نیکو کاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرمادے پھر فرمایا! مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا۔

امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے عرض کی "ما فعل"، کیا کیا، فرمایا! یہ تمہارے ساتھ کیا جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

تفاضل انساب بھی یقیناً ثابت اور شرعاً اس کا اعتبار بھی ثابت اور انساب کریمہ کا آخرت میں نفع دینا بھی جزءً ثابت اور نسب کو مطلقاً محض بے قدر و ضائع و برباد جاننا سخت مردود و باطل خصوصاً اس نظر سے کہ اس کا عموم عرب بلکہ قریش بلکہ بنی ہاشم بلکہ سادات کرام کو بھی شامل اب یہ قول اشد غضب و ہلاک و بوار سے حائل اور اسی پر نظر فقیر غفرلہ القدیر کو اس قدر تطویل پر حامل کہ نسب عرب نہ کہ قریش نہ کہ ہاشم نہ کہ سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض۔

ہاں نسب پر فخر جائز نہیں نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز نہیں دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں نسب کو کسی کے حق میں عار یا گالی دینا جائز نہیں اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں احادیث جو اس باب میں آئیں انہیں معانی کی طرف ناظر ہیں وباللہ التوفیق خدمت گاری اہل بیت مصطفیٰ کے لئے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا۔ ملخصا (۳)

امام احمد رضا اور فضیلت سادات:۔

۱۳۳۵ھ میں حکیم عبدالجبار خاں وہام پور ضلع بجنور نے سوالات پوچھے کہ کیا سید پر دوزخ کی آنچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بداعمال کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ ملے گا؟ آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے ہے کیوں کہ جناب سیدہ موصوفہ سید کونین ﷺ کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے؟

ان سوالات کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ کا عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے ان کا فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ:۔

حضور اقدس ﷺ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا "اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو"۔

(۲) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے ان کا دامان فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے ان کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہے کہ:۔

فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا ٹکڑا ہے سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا باپ ہوں ملخصاً (۴)

۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو، اور کیسے ہی اعمال کا ہو، نار دوزخ سے بری ہے۔ اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکڑالوی، دیوبندی وغیرہم۔ جو مشرب کفر رکھتا ہو ہرگز سید نہیں ہاں سلامت ایمان کے ساتھ اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں ان سے

اصلاً کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے، اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عذاب سے محفوظ ہے۔" ملخصاً (۵)

۱۳۳۴ھ میں سید برکت علی بریلوی لکھنؤ امین آباد نے سوال کیا کہ کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کو ناجائز پیشہ وروں (مراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے اور اس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور سید کی بے توقیری کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"سُنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے، صحیح حدیث میں ہے چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، ازاں جملہ

(۱) ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے۔

(۲) دوسرا وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے۔

(۳) تیسرا وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

﴿تین اشخاص مزید یہ ہیں:۔

(۴) جبراً کسی کو عزت کا منصب دینا جبکہ اللہ نے اسے ذلیل کیا ہو اور کسی صاحب عزت کو ذلیل کرنا جبکہ اللہ نے اسے عزت دی ہو۔

(۵) اللہ نے جو حرام کیا ہو اسے حلال کرنے والا۔

(۶) میری سنت (طریقہ) کو چھوڑنے والا۔ (جامع الصغیر، ص ۲۸۶،)﴾

اور ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں ﷺ کہ:۔

جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ۔

جو کسی عالم کو "مولویا" یا سید کو "میروا" اس کی تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے، اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقفیت نہ معلوم ہو، اسے بلادلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں

اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسی (۸۰) کوڑوں کا سزاوار اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم حرام قطعی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

جس نے بلاوجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی، والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔ "(۶)

۱۳۳۶ھ میں اسی قسم کا استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ:۔

(۱) جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۲) حضور سرور کائنات ﷺ نے دربارہ محبت واطاعت آل کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟

(۳) اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لئے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں؟

(۴) ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان کسے صدر بنائیں؟

جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

(۱) سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی سید کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ، بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بددین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے جیسے نیچری، قادیانی، وہابی، غیر مقلد، دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض۔

(۲) محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے۔

قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ان کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین

ہے اور اس سے محروم ناصبی، خارجی، جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر محبت صادقہ نہ روافض کی سی محبت کاذبہ جنہیں ائمہ اظہار فرمایا کرتے تھے، خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگی، اطاعت عامہ، اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے اصل اطاعت اللہ و رسول کی ہے، علمائے دین ان کے احکام سے آگاہ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو "نور علی نور" امور مباحیہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حد شرع کے اندر ہو حضور سید عالم ﷺ کی رضا ہے اور حضور کی رضا، اللہ عزوجل کی رضا۔

(۳) ہاں سچے محبان اہل بیت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:۔

اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

(۴) اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کے لئے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ ان میں جو عالم علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اس کام کا زیادہ اہل ہو۔" ملخصاً (۷)

۱۳۳۶ھ میں ہی ضلع سیتاپور سے الیاس حسین نے پوچھا کہ، ایک شخص سید ہے لیکن اس کے اعمال و اخلاق خراب ہیں اور باعث ننگ و عار ہیں تو اس سید سے اس کے اعمال کی وجہ سے تنفر رکھنا اور نسبی حیثیت سے اس کی تکریم کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ اس سید کے مقابل کوئی غیر مثل شیخ، مغل، پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی نیک اعمال ہو تو اس کو اس سید پر بحیثیت اعمال کے ترجیح ہوسکتی ہے کہ نہیں شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو بینوا تو جروا۔ اس کے جواب میں محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:۔

"سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال

کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری وغیرہم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی، شریعت نے تقوی کو فضیلت دی ہے مگر یہ فضل ذاتی ہے، فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت پر ہے، سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم ﷺ پر ہے، اس افضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں، حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ہے۔ ملخصاً (۸)

اہل بیت اور بنی ہاشم پاک وطیب ہیں:

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی اعلیٰ تحقیقات کے مطابق سادات کرام کو زکوٰۃ دینا ہرگز جائز نہیں، اس موقف کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے ایک محققانہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ کتاب کا نام "الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم" ہے یعنی کلیاں اس بات پر مسکراتی ہیں کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام ہے اس کے نام ہی سے ادبی لطافت کے علاوہ ادب واحترام کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر اہل ایمان کے دماغوں کو فرحت اور ایمانوں کو جلا مل رہی ہے۔ اس کتاب میں فرماتے ہیں:۔

"سادات اور دوسرے بنی ہاشم کو زکوٰۃ اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ فطرانہ وغیرہ دینا ہرگز جائز نہیں نہ انہیں لینا حلال ہے۔ سید عالم ﷺ سے متواتر حدیثیں ان کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور اس حرمت کی علت ان حضرات کی عزت و بزرگی ہے، کیوں کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ اس مستعمل پانی کی طرح ہیں جو گناہوں کی نجاست دھو ڈالے، اور اہل بیت و دیگر بنی ہاشم صاف ستھرے، پاک وطیب ہیں، ان کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی چیزوں سے آلودہ کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد

(ﷺ) کے لئے حلال نہیں۔(۹)

۱۳۰۷ھ میں گونڈہ سے سید حسین حیدر میاں علیہ الرحمہ نے دوبارہ جب پوچھا کہ سادات محتاجین کو زرِ زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں، بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں اور میں نے سنا کہ علمائے رامپور نے جواز کا فتویٰ دیا مگر میں نے اب تک یہ جرات نہ کی اس بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں، تو اس کے جواب میں وحید عصر فقیہ اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے چھ صفحات پر نہایت ہی محققانہ اور عالمانہ ومحبانہ جواب رقم فرمایا اس کی سطر سطر سے احترام سادات کی مہک آ رہی ہے۔ یہاں صرف ایک اقتباس ہی ملاحظہ کرتے چلیں:۔

"یہ باون (۵۲) عبارتیں اور ستائیس (۲۷) حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں، سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی، بالجملہ اصلاً محل شک وارتیاب نہیں کہ سادات کرام وبنی ہاشم پر زکوٰۃ یقیناً حرام نہ انھیں لینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو تو اس میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حلیہ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کئے ہیں، رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیوں کر ہو، اقول (یعنی میں کہتا ہوں) بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور نذر روہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جد اکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا وماوی نہ ملے گا، کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انھیں کے صدقہ میں انھیں کی سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں، ان کی خوشنودی کے لئے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری، انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف

ہوں، ابن عساکر امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

"جو میرے اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا"۔

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

"جو شخص اولاد عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے، اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا"۔ (جامع الصغیر، ص ۵۳۳)

اللہ اکبر......! اللہ اکبر......! قیامت کا دن وہ قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفیٰ ﷺ سا صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرما دیں، ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے۔ بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں سے اعلیٰ وانفس ہے جس کی طرف کلمہ کریمہ "اذا لقیتنی "اشارہ فرماتا ہے، بلفظ "اذا" تعبیر فرمانا، بحمد اللہ روز قیامت وعدہ وصال و دیدار محبوب ذوالجلال کا مژدہ سناتا ہے، مسلمانو! اور کیا درکار ہے، دوڑو اور اس دولت وسعادت کو لو، و باللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مال زکوٰۃ سے کچھ روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کر دو اس سے دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سید کا کامل ثواب دونوں کو ملا"۔ (۱۰)

خاندان رضا اور احترام سادات:۔

مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کا خاندان سادات کی عزت وعظمت کے لئے مدت سے مشہور ہے۔اعلیٰ حضرت قبلہ کے دادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ روزانہ نماز فجر پڑھ کر سادات کرام نو محلہ کی خیریت معلوم کرنے اور سلام عرض کرنے جایا کرتے تھے ان کے اس معمول میں کسی مجبوری ہی سے فرق پڑتا تھا، یہ خاندان نجیب بھی سادات کرام کا عجیب خاندان تھا، ان کے اخلاق کریمہ یہ کہلوا لیتے تھے کہ ان کی رگوں میں خون رسالت ہے اور سارا خاندان حسین وجمیل خوبصورت اور خوب سیرت تھا، مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ کے بعد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ بھی اسی خاندان سے وابستہ رہے ہر تقریب میں ہر دعوت میں وہ اپنے یہاں سادات کرام کو ضرور شریک کرتے تھے اور ان کا اعزازی حصہ سب سے دوگنا ہوتا تھا۔(۱۱)

کلام رضا میں محبت سادات کے عناصر:۔

کشتہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو سادات کرام سے محبت وعقیدت اپنے خاندان سے ورثہ میں ملی تھی یہی وجہ ہے آپ حب رسول اور حب اہل بیت میں نہ صرف سرشار بلکہ حب اہل بیت میں گم گشتہ ووارفتہ بھی تھے آپ کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ محبت اہل بیت عظام کے عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں چند اشعار ہی پر اکتفا کیا جائے گا درج ذیل اشعار میں سادات کرام سے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا   تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں   کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

معدوم نہ تھا سایۂ شاہ ثقلین اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اپنے مشہور زمانہ سلام میں نہایت عقیدت و عجز و نیاز کے ساتھ اہل بیت عظام پر اس طرح سلام پیش کرتے ہیں:۔

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

آب تطہیر سے جس میں پودے جمے اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام

حضرت شہزادی کونین خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں نذرانہ عقیدت یوں پیش کرتے ہیں:۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

نواسہ رسول خدا ﷺ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف کمالات پر اپنی عقیدت کے پھول یوں نچھاور کرتے ہیں:۔

وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیاء راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

اوج مہر ہدیٰ موج بحر ندیٰ روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوار لعاب زبان نبی چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

نواسۂ رسول خدا، حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام نیاز یوں پیش کرتے ہیں:۔

اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

در درج نجف مہر برج شرف رنگ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام

حضرت مولائے کائنات علی المرتضی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں لب کشائی اس طرح کرتے ہیں:۔

مرتضی شیر حق اشجع الاشجعین ساقئی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام
اوّلین دافع اہل رفض و خروج چار می رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ماحی رفض و تفضیل و نصب و خروج حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

تمام سادات گھرانے پر سلام محبت یوں ہیں:۔

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

فخر السادات حضو غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی محبت وعقیدت اظہر من الشمس ہے۔آپ نے حضور غوث الاعظم علیہ الرحمہ کی شان میں کئی قصائد لکھے ہیں جو مشہور و معروف ہیں چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

حرم طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا
ہیں پشت پناہ غوث اعظم کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے
واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے　　افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

سرکار بغداد علیہ الرحمہ سے استعانت واستمداد یوں فرماتے ہیں:۔

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث　　مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث

دوہائی یا محی الدین دوہائی　　بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث

نسبت قادریت پر یوں ناز فرماتے ہیں:۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا　　قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

مشہور زمانہ سلام میں بارگاہ غوث الاعظم علیہ الرحمہ میں سلام محبت یوں پیش کرتے ہیں:۔

غوث اعظم امام التقی والنقی　　جلوہ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

قطب و ابدال و ارشاد و رشد الرّشاد　　محی دین و ملت پہ لاکھوں سلام

مرد خیل طریقت پہ بے حد درود　　فرد اہل حقیقت پہ لاکھوں سلام

جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء　　اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امام اہل محبت محدث بریلوی علیہ الرحمہ اپنے مشائخ سادات مارہرہ کی خدمت میں نیازمندانہ سلام یوں پیش کرتے ہیں:۔

سید آل محمد امام الرشید　　گل روض ریاضت پہ لاکھوں سلام

حضرت حمزہ شیر خدا و رسول　　زینت قادریت پہ لاکھوں سلام

نام و کام وتن و جان و حال و مقال　　سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

نور جاں عطر مجموعہ آل رسول　　میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

زیب سجادہ، سجاد نوری نہاد　　احمد نور طینت پہ لاکھوں سلام

"شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ" کی ابتداء میں ائمہ اہل بیت اطہار سے اپنی نیازمندی اور عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے　　یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے علم حق دے باقر علم ہدی کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

اللہ تعالیٰ سے اپنے مشائخ کرام کے واسطہ سے "حب اہل بیت" کی دولت یوں مانگتے ہیں:۔

حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

اپنے پیر و مرشد حضرت آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کا واسطہ دے کر "خادم آل رسول اللہ" بننے کی تمنا یوں ظاہر فرماتے ہیں:۔

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر حضرت آل رسول مقتدی کے واسطے (۱۲)

امام احمد رضا اور احترام سادات:۔

محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ ایک استفتاء کے جواب میں "سادات کرام" سے اپنی غلامی اور نیازمندی کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ فقیر ذلیل بحمدہ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنی غلام و خاکپا ہے۔ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے، اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بدمذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بدمذہبی کفر تک نہ پہنچے ہاں اگر بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے اور یہ بھی فقیر بارہا فتوی دے چکا ہے کہ کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون کرنا ہرگز جائز نہیں...... الناس امناء علی انسابھم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم

نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سید سے الجھا، انھوں نے فرمایا میں سید ہوں کہا کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت خواہ ہوا، اعراض فرمایا، اس نے عرض کی میں بھی حضور کا امتی ہوں فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی" (۱۳)

زیارت حرمین شریفین کے دوران علمائے حرمین نے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی کافی قدر و منزلت کی بالخصوص حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی علیہ الرحمہ آپ کے علم و فضل اور تقوی وطہارت سے متاثر ہو کر حسب رواج عرب سلسلہ کلام میں تخاطب کے وقت "یا سیدی" فرمایا کرتے تھے بظاہر یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ اس تخاطب سے شرمندگی محسوس کی جائے مگر امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے جذبہ عشق نے اس بات کو بھی گوارا نہ کیا اور اس سید زادے کے قدم ناز پر علم و فضل کا تاج نچھاور کرتے ہوئے فرمایا:۔

"شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی (علیہ الرحمہ) کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں "یا سیدی" فرماتے، میں شرمندہ ہوتا، ایک بار میں نے عرض کی، حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ سید تو تم ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی تو سید ہوئے نبی ﷺ فرماتے ہیں **مولی القوم منھم** (قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے)۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین" (۱۴)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو فخر السادات حضور غوث الاعظم سیدنا عبد القادر جیلانی النورانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حیرت انگیز حد تک محبت و عقیدت تھی، آپ تادم زیست بغداد شریف، مدینہ شریف اور کعبہ شریف کی جانب پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے۔

محبت غوثیت سے لبریز ایک واقعہ محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی زبانی سنیئے:۔

"مجھے کارِ افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں بھی تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ کھڑے ہوئے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکار غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی، اب میں سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی بلکہ در حقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے جس طرح کہ غوث پاک، سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب تھے ملخصاً (۱۵)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو اپنے مشائخ سادات مارہرہ سے بھی انتہائی عقیدت و محبت تھی۔ صاحبزادہ سید محمد امین برکاتی نبیرہ خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت اپنے مرشدان عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہ برکاتیہ تک برہنہ پا پیدل تشریف لاتے تھے اور مارہرہ سے جب

حجام خط یا پیام لے کر بریلی جاتا تو "حجام شریف" فرماتے اور اس کے لئے کھانے کا خوان اپنے سر اقدس پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔" (۱۶)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کو سادات کرام کی ادنیٰ سی پشیمانی بھی بے چین کردیتی تھی اس وقت تک آرام نہ کرتے جب تک سید زادے کو مطمئن نہ کردیتے تھے۔

ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے دولت کدہ کی مغربی سمت جس میں کتب خانہ نیا تعمیر ہورہا تھا، عورتیں اعلیٰ حضرت کے قدیمی آبائی مکان میں جس میں حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے، قیام فرما تھیں اور اعلیٰ حضرت کا مکان مردانہ کردیا گیا تھا کہ ہر وقت راج مزدوروں کا اجتماع رہتا، اسی طرح کئی مہینہ تک وہ مکان مردانہ رہا جن صاحب کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے کھٹکے پہنچ جایا کرتے جب وہ کتب خانہ مکمل ہوگیا، مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلی آئیں، اتفاق وقت کہ ایک سید صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھے پھر تشریف لائے اور اس خیال سے کہ مکان مردانہ ہے بے تکلف اندر چلے گئے، جب نصف آنگن میں پہنچے تو مستورات کی نظر پڑی جو زنانہ مکان میں خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں، انہوں نے جب سید صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر اِدھر اُدھر پردہ میں ہوگئیں ان کے جانے کی آہٹ سے جناب سید صاحب کو علم ہوا کہ یہ مکان زنانہ ہوگیا ہے، مجھ سے سخت غلطی ہوئی جو میں چلا آیا اور ندامت کے مارے سر جھکائے واپس ہونے لگے کہ اعلیٰ حضرت دکن طرف کے سائبان سے فوراً تشریف لائے اور جناب سید صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور سید صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے جس میں سید صاحب کی پریشانی اور ندامت

دور ہو، پہلے تو سید صاحب خفت کے مارے خاموش رہے پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہ تھا، اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں آپ آقا اور آقازادے ہیں معذرت کی کیا حاجت ہے میں خود سمجھتا ہوں حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں، غرض بہت دیر تک سید صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی، پان منگوایا، ان کو کھلایا، جب دیکھا کہ سید صاحب کے چہرہ پر آثار ندامت نہیں ہیں اور سید صاحب نے اجازت چاہی، ساتھ ساتھ تشریف لائے اور باہر کے پھاٹک تک پہنچا کر ان کو رخصت فرمایا وہ دست بوس ہو کر رخصت ہوئے عجب اتفاق کہ وہ وقت مدرسہ کا تھا اور رحم اللہ خاں خادم بھی بازار گئے ہوئے تھے، کوئی شخص باہر کمرہ پر نہ تھا جو سید صاحب کو مکان کے زنانہ ہو جانے کی خبر دیتا، جناب سید صاحب نے اس واقعہ کو خود مجھ سے بیان فرمایا اور مذاق سے کہا کہ ہم نے تو سمجھا کہ آج خوب پٹے مگر ہمارے پٹھان نے وہ عزت وقدر کی کہ دل خوش ہو گیا واقعی حب رسول ہو تو ایسی ہو۔" (۱۷)

دوسرا واقعہ بھی اس سے کم نہیں :۔

ایک سید صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے عسرت سے بسر ہوتی تھی، اس لئے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچے فرماتے دلواؤ سید کو ایک دن اتفاق وقت کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا، سید صاحب تشریف لائے اور سیدھے زنانہ دروازہ پر پہنچ کر صدا لگائی دلواؤ سید کو" اعلیٰ حضرت کے پاس اسی دن اخراجات علمی یعنی کتاب کاغذ وغیرہ داد دہش کے لئے دو سو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے اٹھنی چونی پیسے بھی تھے کہ جس کی ضرورت ہو صرف فرمائیں، اعلیٰ حضرت نے آفس بکس کے اس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے، سید صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے لا کر حاضر کر دیا اور ان کے روبرو لئے ہوئے کھڑے رہے، جناب سید صاحب دیر تک ان سب کو دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چونی

لے لی، اعلیٰ حضرت نے فرمایا، حضور یہ سب حاضر ہیں، سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے، الغرض جناب سید صاحب ایک چونی لے کر سیڑھی پر سے اتر آئے اعلی حضرت بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے، پھاٹک پر ان کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا، دیکھو سید صاحب کو آئندہ سے آواز دینے، صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے، جس وقت سید صاحب پر نظر پڑھے فورا ایک چونی حاضر کر کے سید صاحب کو رخصت کر دیا کرو سبحن اللہ و بحمدہ تعظیم سادات ہو تو ایسی ہو" (۱۸)

مولانا مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب فریدی نے صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں، حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ تشریف کی روایت سے تحریر فرمایا کہ صاحب سجادہ نے فرمایا:۔

جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے، حسب دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا، حضرت شاہزادہ! انگوٹھی اور چھلے مجھے دیجئے" میں نے فوراً اتار کر دے دیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا، بمبئی سے واپس مارہرہ آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابا، بریلی مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے، یہ دونوں طلائی تھے۔ والا نامہ میں تحریر تھا" شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں"۔ یہ تھا اعلیٰ حضرت کا سادات اور پیرزادوں کا احترام، جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء"۔(۱۹)

ﷺ صاحب سجادہ شاہ مہدی حسن میاں کے لیے طلائی انگوٹھی ناجائز تھی بلکہ طلائی اشیاء تو مردوں پر حرام ہیں، اعلیٰ حضرت نے حکمت عملی سے کام لے کر گھر میں شہزادی صاحبہ کے لیے بھجوا دیں کوئی اور عالم ہوتا تو شاید اس طرح مخاطب ہوتا کہ

" آپ کو پتہ نہیں آپ فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہیں یہ طلائی انگوٹھی اور چھلے آپ کے لیے نہیں ہیں"

لیکن یہ محبّ سادات ہیں کبھی سید کو یہ نہیں کہیں گے کہ تم حرام کام کرتے ہو لیکن یہ نہیں

کہ حق تبلیغ بھی ادا نہ ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل بھی ہو گیا اور سید صاحب کی شان میں گستاخی بھی نہیں ہوئی۔

مولانا مولوی سید شاہ ابو سلیمان محمد عبد المنان قادری چشتی فردوسی علیہ الرحمہ ایک خط بنام ملک العلماء محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ میں لکھتے ہیں:۔

"مجھ فقیر کو بھی ۱۳۳۹ھ کے موسم بہار میں بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا، جناب مولانا مولوی قاضی رحم الٰہی صاحب علیہ الرحمہ مدرس مدرسہ نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت فیض درجت میں پہنچایا، آپ کی زیارت نے بتمام وکمال فقیر پر یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریفیں ہوتی ہیں وہ کم ہیں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ فقیر سادات سے ہے تو آپ نے بڑی عزت بخشی پھر اخلاق کا یہ عالم کہ دو دن مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ نے روک رکھا اور ان دنوں میں اس فقیر نے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل کئے پھر رخصت ہوتے وقت خاص کرم فرمایا کہ کچھ نقد روپے جو الہ آباد کی آمد و رفت میں صرف ہو سکتے ہیں بلکہ کچھ زائد ہی تھے مرحمت فرمائے، فقیر نے پہلے تو انکار کیا لیکن اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا کہ یہ تو آپ کے گھر کے عنایت کردہ ہیں، اسے لے لیجئے تو فقیر نے وہ رقم لے لی۔ ملخصاً (۲۰)

جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ:۔

بعد نماز جمعہ پھاٹک، میں (اعلیٰ حضرت) تشریف فرما ہیں اور حاضرین کا مجمع ہے کہ شیخ امام علی صاحب قادری رضوی مالک ہوٹل رئیس کریم بمبئی کے برادر خورد مولوی نور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے، باہر سے قناعت علی قناعت علی پکارنے کی گوش گزار ہوئی، انھیں فوراً طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو، کبھی آپ نے مجھے بھی نام لیتے ہوئے سنا، مولوی نور محمد صاحب نے ندامت سے نظر نیچی کر لی، فرمایا تشریف لے جائیے اور آئندہ سے اس کا لحاظ رکھیئے"۔ (۲۱)

سادات کرام کو عام لوگوں سے ممتاز کرنے والا ایک دوسرا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں:۔

"اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقت تقسیم شیرینی ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں، ایک سال بموقع بارہویں شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود جان صاحب علیہ الرحمہ کو خلاف معمول اکہرا حصہ یعنی دو طشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں، موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا، فرمایا سید صاحب تشریف رکھیئے اور تقسیم کرنے والی کی فوری طلبی ہوئی اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، ابھی ایک سینی (خوان) میں جس قدر حصے آسکیں، بھر کر لاؤ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی، سید صاحب نے عرض کیا حضور میرا یہ مقصد نہ تھا، ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کرسکا، فرمایا سید صاحب یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہی ہوگی، ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی اور قاسم شیرینی سے کہا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کردو جو اس خوان کو مکان تک پہنچا آئے، انھوں نے فوراً تعمیل کی"۔(۲۲)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے تلامذہ، خلفاء اور حلقہ احباب میں اکثریت سادات کرام کی تھی، آپ نے ان کے احترام میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہاں صرف فخر السادات حضرت شاہ سید محمد علی حسین شاہ اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے احترام کی کیفیت احاطہ تحریر میں لائی جاتی ہے:۔

حضرت شاہ محمد علی حسین شاہ اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جب بریلی تشریف لے گئے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کی صورت دلبرانہ دیکھتے ہی فرمایا:۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں　　اے نظر کردہ پروردہ سہ محبوباں

ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمایا:۔

جس نے غوث پاک قدس سرہ العزیز کو نہ دیکھا ہو وہ ہم شکل غوث الاعظم قدس سرہ، العزیز کو دیکھے"۔

اسی طرح حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کو خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ اپنی روحانی، نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا موصوف تقریر فرماتے اور جتنی دیر تقریر فرماتے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ اتنی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر تقریر سماعت فرماتے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے کہ :۔

ان کی تقریر کے دوران مجھے سرکار مدینہ ﷺ کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے، مزید فرماتے کہ حضرت مولانا سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمہ صحیح النسب آل رسول ﷺ اور فنافی الرسول ﷺ ہیں لہذا اپنے نانا کی تعریف جس قدر ان کے منہ سے اچھی لگتی ہے اور صحیح تعریف ہوتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی"۔ (۲۳)

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے یہاں سادات کرام ہی کا حکم نافذ ہو سکتا تھا، سادات کرام کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سوائے تعمیل حکم کے کوئی چارہ کار ہی نہ ہوتا تھا۔ یہاں یہ واقعہ تحریر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ :۔

اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے ایک بار کھانا چھوڑا اور صرف ناشتہ پر قناعت کی اس میں بھی کوئی اضافہ منظور نہ فرمایا، سارے خاندان اور ان کے احباب کی کوشش رائیگاں گئی۔ سید مقبول صاحب کی خدمت میں نو محلّہ حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ آج دو مہینے ہونے کو آئے کہ اعلیٰ حضرت نے کھانا چھوڑ دیا ہے، ہم سب کوشش کر کے تھک گئے ہیں، آپ ہی انھیں مجبور کر سکتے ہیں، اس پر انھوں نے فرمایا کہ ہماری زندگی میں انھیں یہ ہمت ہو گئی ہے کہ وہ کھانا چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ابھی کھانا تیار کراتا ہوں اور لے کر آتا ہوں، حسب وعدہ سید مقبول صاحب ایک نعمت خانہ میں کھانا لے کر خود تشریف لائے، اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ زنانے مکان میں

تھے، سید صاحب کی اطلاع پاتے ہی باہر آ گئے، سید صاحب سے قدم بوس ہوئے، اب بات چیت شروع ہوئی، سید صاحب نے فرمایا، میں نے سنا ہے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے، اعلی حضرت نے عرض کیا کہ میں تو روز کھاتا ہوں، سید صاحب نے فرمایا مجھے معلوم ہے جیسا آپ کھاتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ حضور! میرے معمولات میں اب تک کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ میں اپنا سب کام بدستور کر رہا ہوں، مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی تو سید صاحب قبلہ برہم ہو گئے اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے، اچھا تو میں کھانا لئے جاتا ہوں، کل میدان قیامت میں سرکار دو جہاں ﷺ کا دامن پکڑ کر عرض کروں گا کہ ایک سیدانی نے بڑے شوق سے کھانا پکایا اور ایک سید لے کر آیا مگر آپ کے احمد رضا خاں (علیہ الرحمہ) نے کسی طرح نہ کھایا، اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کانپ گئے اور عرض کیا کہ میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں، ابھی کھائے لیتا ہوں، سید صاحب قبلہ نے فرمایا اب تو یہ کھانا تم جب ہی کھا سکتے ہو، جب یہ وعدہ کرو کہ اب عمر بھر کھانا نہ چھوڑو گے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ نے عمر بھر کھانا نہ چھوڑنے کا وعدہ کیا تو سید قبلہ نے اپنے سامنے انھیں کھلایا اور خوش خوش تشریف لے گئے۔ (۲۴)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے سادات کرام کی خواہشات کے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کیا۔ جب بھی کسی سیدزادے نے کوئی فرمائش کی تو آپ نے ذرہ بھر بھی تاخیر گوارا نہ فرمائی بلکہ فوراً تعمیل کی۔ مولانا شاہ مانا میاں قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"ایک مرتبہ مولانا سید محمود جان صاحب علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت سوال سامنے دست بستہ کھڑے ہو گئے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا، کیوں سید صاحب کیا کوئی خدمت ہے میرے لائق؟ سید صاحب نے فرمایا، کیا عرض کروں، ایک سوال ہے، کیا آپ پورا فرمائیں گے؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے امکان سے باہر نہیں ہوگا تو انشاء اللہ

ضرور پورا کروں گا، سید صاحب نے فرمائش کی کہ میں آپ کے دست مبارک سے صرف ۲۲ گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، حضرت سید صاحب انشاء اللہ میں آپ کی فرمائش جلد ہی پوری کر دوں گا اور پھر صبح ہوتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ۲۲ گز سفید لٹھا سید صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا"۔ (۲۵)

حضرت سید محمد احسن بریلوی کی ایماء پر حج و زیارت کے بارے میں نہایت ہی محبت آمیز انداز میں ایک کتاب رقم فرمائی۔ اس کی وضاحت کتاب کے آغاز میں ہی فرمادی۔ اس سے بھی محبت سادات کی خوشبو مہک رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"۳ شوال ۱۳۲۹ھ کو والا جناب حضرت سید محمد احسن صاحب بریلوی نے فقیر احمد رضا قادری غفرلہ سے فرمایا ۱۰ شوال کو میرا ارادہ حج ہے بہت لوگ جاتے ہیں، حج کا طریقہ اور سفر کے آداب لکھ کر چھاپ دیں، حضرت سید صاحب کے حکم سے بکمال استعجال یہ چند سطور تحریر ہوئیں، امید ہے کہ بہ برکت سادات کرام اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے۔ آمین" (۲۶)

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے صدر مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"عمۂ محترمہ سیدہ حسنہ بیگم روایت کرتی ہیں کہ جب احقر کی جدہ محترمہ سیدہ نذیری بیگم بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوتی تھیں تو ان کی آرزو ہوتی کہ پیر کے گھرانے کی خواتین کی خدمت کی جائے، پیر کے گھر میں جاروب کشی کی سعادت حاصل کی جائے۔ لیکن ان کی یہ آرزو کبھی پوری نہ ہوسکی کیوں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ اور آپ کے بعد حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کا اپنے گھر والوں کو یہ حکم تھا کہ یہ سید زادی ہیں۔ خبردار ان سے کوئی خدمت نہ لی جائے بلکہ یہ ہماری مخدومہ ہیں، ان کی خدمت کی

جائے اوران کے آرام وآسائش کا پورا پورا خیال رکھا جائے، چنانچہ جدہ محترمہ علیہا الرحمہ کے بقول جتنے آرام وآسائش سے وہ اپنے پیرومرشد کے گھر میں رہتیں اتنے کبھی اپنے گھر میں بھی نہ رہیں"۔(۲۷)

امام احمد رضا اور سادات فاخریہ، الٰہ آباد:۔

مولانا شاہ خالد میاں فاخری مدظلہ خاندان فاخریہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے گہرے روابط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اصل واقعہ جو خود میں نے اپنے والد ماجد فخر اماجد مولانا شاہد فاخری علیہ الرحمہ سے سنا وہ یہ ہے کہ:۔

۱۹۳۰ء میں حضرت فخر العلماء (شاہ محمد فاخر بیخود الہ آبادی) کا وصال ہوا وہ شدید گرمی کا زمانہ تھا، میں خانقاہ کے اس حصہ میں جو خلوت کہا جاتا ہے سو رہا تھا، ایک دن کسی نے آکر جگایا کہ کوئی بزرگ جن کے ساتھ چند آدمی ہیں حضرت فخر العلماء کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا میں بنیان اور لنگی پہنے ہوئے لیٹا تھا، ابھی میں اٹھ رہا تھا کہ دوسرے آدمی نے آکر بتایا کہ بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب تشریف لائے ہیں، میں گھبرا کر ایک چھاتہ لئے ہوئے اسی حالت سے باہر نکل پڑا، چونکہ حادثہ کو چند ہی ایام گزرے تھے اور مزار پر سایہ کے لئے ابھی کوئی انتظام نہیں ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سخت دھوپ میں عالم استغراق میں کھڑے فاتحہ پڑھ رہے ہیں، میں نے چھاتہ کھول کر سایہ کرلیا، جب اعلیٰ حضرت فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے، مجھے دیکھ کر رونے لگے اور سنو! کہ انھوں نے کیا ارشاد فرمایا، فرمایا شاہد میاں! قیامت میں اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ ایک سید زادہ تیرے سر پر چھاتہ لگا کر کھڑا تھا اور تجھے خبر نہ تھی تو میں کیا جواب دوں گا؟ پھر فرمایا، اچھا شاہد میاں! یہ وعدہ کرو کہ جب آفتاب کی تمازت بھیجے پگھلا رہی ہوگی، اس وقت بھی اسی طرح میرے سر پر سایہ کروگے؟ پھر خانقاہ شریف میں تشریف لائے

اور چائے نوش فرمائی، میرے والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد احترام سادات کے اس جذبہ کا اظہار ہے جو سادات کے لئے ان کے قلب مصفی میں موجود تھا"۔ (۲۸)

احمد رضا کی دستار سید زادہ کے پائے ناز پر:

سید زادے کی التماس پر جرم غفیر میں شکست وذلت کو زیب گلو کرنے کا واقعہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا تو تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے لیکن نادانستگی اور لاشعوری طور پر ایک مزدور سید زادے کے کاندھے پر سواری کر لینے کے بعد ندامت وشرمساری کا انداز اور اس نادانستہ جرم کے ازالہ کا منظر امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے علاوہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہ ایمان افروز اور ناقابل فراموش واقعہ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ (برادر نسبتی حضرت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ، خلیفہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے:۔

امام اہل سنت کی سواری کے لئے پالکی دروازے پر لگادی گئی تھی سینکڑوں مشتاقان دید انتظار میں کھڑے تھے، وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے، چہرۂ انور سے فضل وتقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی، شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا۔ طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فیروزاں مسکرا رہی تھی اور عندلیبان شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے سواری تک پہنچنے کا موقع ملا۔

پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اٹھائی، آگے پیچھے داہنے بائیں نیازمندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی۔

پالکی لے کر تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ امام اہل سنت نے آواز دی۔

"پالکی روک دو"۔

حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی، ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رک گیا۔
اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی
ہوئی آواز میں دریافت کیا۔

"آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں ہے؟"

اپنے جداعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے:۔

"میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے"۔

اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔
پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں۔

بے نوائی، آشفتہ حالی اور گردش ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس
کے انگ انگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان سے کہا۔
مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھا جاتا۔ آہ آپ نے میرے جداعلیٰ
کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔

سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں، جس کی خوشبو سے آپ
کی مشام جاں معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لئے آل رسول ہونے
سے انکار نہیں ہے لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں، کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا
ذریعۂ معاش بناؤں۔ پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے، ہر روز سویرے
ان کے جھنڈ میں آ کر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے بال
بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔ ابھی اس کی بات تمام نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار
تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے
قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا

کر رہا تھا۔

معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو، لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔

ہائے غضب ہو گیا جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی، قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہو گی؟

آہ! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے، بالکل اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اس کی منت وسماجت کرتا رہا اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھتے رہے۔

یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہل سنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت وناموس کی قربانی عزیز ہے اس لئے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہو گا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں"۔

اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے وفور اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہو گئیں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادہ کو عشق جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا جب اہل سنت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم وفضل، جبہ ودستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودیٔ حبیب کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔

شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے، کدورتوں کا غبار چھٹ گیا، غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو پھر ماننا پڑا کہ آل رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت و اخلاص کا یہ عالم ہے۔ رسول کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے، اہل انصاف کو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوا کہ نجد سے لے کر سہارنپور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً حق بجانب ہے۔

صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا وفا پیشہ دل کا یہ غیظ ایمان کا بخشا ہوا ہے نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔

ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم (۲۹)

تاجدار معرفت حضرت پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ، کی زبانی ایک ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت حضرت مولانا امام احمد رضا خان قدس سرہ، بریلی کے جس محلہ میں قیام پذیر تھے اسی محلے میں ایک سید زادے رہتے تھے جو شراب نوشی کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت ان کے اس عمل سے سخت متنفر تھے، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر پر کوئی تقریب منعقد فرمائی اور اس تقریب میں محلے کے تمام لوگوں کو مدعو کیا لیکن ان سید زادے کو مدعو نہیں کیا، تقریب ختم ہوگئی اور تمام مہمان اپنے گھروں کو چلے گئے، اسی رات اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے میرے اور آپ کے بلکہ سب کے آقا و مولیٰ سلطان الانبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم کچھ غلیظ کپڑے دھو رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت جب قریب آ گئے اور چاہا کہ وہ غلیظ کپڑے حضور ﷺ سے لے کر خود دھو دیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: احمد رضا! تم نے میری اولاد سے کنارہ کشی کرلی ہے اور اس طرف منہ تک نہیں کرتے جہاں وہ قیام پذیر ہے لہٰذا میں اس کے گندے کپڑوں سے خود غلاظت دور کر رہا ہوں بس اسی وقت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کی آنکھ کھل گئی اور بات

سمجھ میں آ گئی کہ یہ کس طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اعلیٰ حضرت اسی وقت اپنے گھر سے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چل کر ان سید زادے کے دروازے پر تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت بریلوی نے ان کے پاؤں پکڑ لئے پھر معافی کے طلبگار ہوئے۔ سید صاحب نے اعلیٰ حضرت کو جب اس حال میں دیکھا تو متعجب ہوئے اور کہا: مولانا! یہ کیا حال ہے آپ کا اور کیوں مجھ گنہگار کو شرمندہ کرتے ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت نے اپنے خواب کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

میاں صاحبزادے! ہمارے ایمان اور اعتقاد کی بنیاد ہی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فدایانہ و والہانہ محبت کی جائے۔ اور اگر کوئی بد بخت محبت رسول ﷺ سے عاری ہے یا انکاری ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا کیوں کہ اللہ اپنے حبیب سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور جب میں نے مرکز ایمان و اعتقاد کو اسی طرح دیکھا اور فرماتے سنا تو مجھے اپنی معافی مانگنے اور رسول علیہ التحیۃ التسلیم کی سرکار میں سرخرو ہونے کی یہی ایک صورت نظر آئی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سمجھ کی غلطی کی معافی مانگوں اس طرح حاضر ہوں کہ آپ کو معاف کرنے میں کوئی عذر مانع نہ ہو جب سید صاحب نے اعلیٰ حضرت سے ان کے خواب کا حال سنا اور اعلیٰ حضرت کی گفتگو سنی تو فوراً گھر کے اندر گئے اور شراب کی تمام بوتلیں لا کر اعلیٰ حضرت کے سامنے گلی میں پھینک دیں اور کہا کہ جب ہمارے نانا جان نے ہماری غلاظت صاف فرما دی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ ام الخبائث اس گھر میں رہے، اور اسی وقت شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جو ابھی تک ان کے دروازے پر گھٹنوں کے بل کھڑے تھے ان کو اٹھایا اور ایک طویل معانقہ کیا، گھر کے اندر لے گئے اور حسب حالت خاطر مدارت کی۔ (۳۰)

احترام اولاد سادات:۔

عاشق الرسول امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے سادات کرام کے احترام میں کبھی بھی سن وسال، قد وقامت، عالم وجاہل، امیر وغریب، نیک وبد، بچہ وبوڑھا کا امتیاز رکھ کر حسن سلوک نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ رشتہ خون کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر سید زادے کے ساتھ نیازمندی کا رویہ روا رکھا اولاد سادات سے بھی آپ کی محبت وعقیدت اور احترام قابل رشک ہے۔

ایک صاحب نے سوال کیا کہ سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں نہ ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتا ہے بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اسے مارنے سے مطلق احتراز کرے" (۳۱)

اسی طرح کسی شخص نے پوچھا کہ سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیباً مار سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا بھی محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے نہایت ہی بصیرت افروز جواب عنایت فرمایا ملاحظہ فرمائیے:۔

" قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے تا بہ معلم چہ رسد" (۳۲)

شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کے پاس ایک سید صاحب پڑھا کرتے تھے، ذہن کند تھے، سبق یاد نہ ہوتا تھا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی

خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید کا لڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو سزا دی جاسکتی ہے فرمایا:۔

مولانا کیا فرماتے ہیں سید زادہ اور سزا ہرگز نہیں اس پر عرض کی تو پھر نہیں پڑھے گا

جاہل رہے گا، فرمایا:۔ جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شہزادے کے

پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں اللہ اکبر! کیا احترام تھا۔ (۳۳)

محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا واقعہ:۔

محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ، حصول تعلیم کے لئے بارگاہ رضویہ میں تشریف لے گئے ایک موقع پر برائے تربیت استاذ الاساتذہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے جو طریقہ اختیار فرمایا، انتہائی دلچسپ اور ناموس عشق کی حرمت سے مملو ہے۔

محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ ہی کی زبانی سنیئے:۔

"کار افتاء کے لئے جب میں بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں آٹھ سال رہنے کی خوبو کافی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں جمعہ کا دن آیا تو مسجد میں سب سے آخری صف میں تھا نماز ہوگئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت خود کھڑے ہو گئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا یوں مصلے سے اٹھ کر صف آخر میں آ کر مجھ کو مصافحہ سے نوازا، اس سے زیادہ کا ارادہ کیا تو میں تھرا کر گر پڑا اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن اور نوافل ادا فرمانے لگے۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ تفریح کا قصد کیا، پان کھانے کی خواہش ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آئیے اور مجھ کو جواب دینا پڑے اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہو گیا سلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کر دیا، سارا لکھنوی انداز ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ملخصاً (۳۴)

عاشق سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے کبھی بھی سادات کرام کے

بچوں کو اپنے بچوں سے کم نہیں سمجھا بلکہ ان سے بھی اپنے بچوں جیسا ہی پیار فرماتے تھے۔

"جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک مسلمان حلوہ سوھن فروخت کیا کرتے تھے ان سے حضور (اعلیٰ حضرت) نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا برادرم قناعت علی شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے اٹھا لایئے یہ دو پوٹلیاں اٹھا لائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا، حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے کہا حضور یہ کیا؟ فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کئے ہوئے عرض کیا حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم کی کیا بات ہے جیسے مصطفیٰ (مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ) ویسے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا، آپ دونوں کے لئے بھی میں نے دو حصے رکھ لئے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھ کر اپنا حصہ لے لیا" ملخصا (۳۵)

مولانا منور حسین سیف الاسلام صاحب کہتے ہیں:۔

میں سولہ سترہ سال کی عمر میں سوداگری محلّہ میں حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا دولت خانہ لب شاہرہ تھا میں غالباً بعد عصر حاضر ہوا تھا بہت سے لوگ بیٹھے تھے میں سلام کر کے حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے سرہانے بٹھانے لگے میں تو شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا مگر ادب کا تقاضا تھا کہ ان کے سامنے دم نہ ماروں۔ سوئے اتفاق سے میں ایک حکیم صاحب کے مشورہ سے حقہ پیا کرتا مجھ کو اعلیٰ حضرت نے اپنے سرہانے بٹھا کر حقہ میری طرف بڑھایا تو میری چیخ نکل گئی۔ بھلا میں جو بڑے بھائی کے سامنے بھی حقہ نہیں پیتا تھا بھلا اعلیٰ حضرت کی خدمت میں یہ گستاخی کیسے گوارا ہوتی لوگوں نے حضرت سے عرض کیا حضور یہ صاحبزادے

کون ہیں؟ تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ میرے محترم سید صاحب کے صاحبزادے ہیں جو حضرت میاں شیر محمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید تھے۔

بخدا مجھ کو یہ معلوم بھی نہیں تھا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا آہ آہ عشق رسول کے جذبات اس قدر غالب تھے کہ وہ کسی چیز کے خیال میں لانے کے مخالف تھے گویا مجھ کو جو اس قدر پیار و محبت سے آسمان عزت پر جگہ دی تو دو باتوں کی وجہ سے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیلی بھیتی صاحب علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور سید تھے آہ آہ سید کی قدر و منزلت کا حال اعلیٰ حضرت کے روئیں روئیں پر اس قدر غالب تھا کہ بس لوگوں کو حیرت ہی ہوتی تھی۔

سادات کرام کے بچوں سے رویہ:۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سید صاحب کو محلے میں آباد کر لیا تھا۔ ایک دن ان کا تین چار سال کا بچہ کھیلتے کھیلتے بچوں کے ساتھ دروازے کے سامنے آیا اور تین بار آیا۔ اعلیٰ حضرت تینوں بار تعظیماً کھڑے ہو گئے تو ان کے ماموں زاد بھائی شاہد یار خان صاحب بہت وجیہہ اور ایسی پیاری رعب داب والی صورت والے تھے بچے تو کیا بڑے بھی ان کو دیکھ کر ڈر جاتے تھے۔ وہ اٹھ کر دروازے پر جا کھڑے ہوئے تو سارے بچے ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تو اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ نے رو کر فرمایا کہ:۔

اے بھائی کیا آپ نے سید زادے صاحب کو دروازے سے ہٹا دیا ہائے میں قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک کیسے چوم سکوں گا؟ ملخصاً (۳۶)

جناب سید ایوب علی رضوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ:۔

ایک کم عمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادے ہیں لہٰذا گھر والوں کو تاکید فرما دی کہ صاحبزادے سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادے ہیں کھانا وغیرہ اور جس شے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے

چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔(۳۷)

اولادرضا اور احترام سادات:۔

حجۃ الاسلام حامد رضا اور سادات کرام:۔

"ایں خانہ تمام آفتاب است"

حب رسول ﷺ کی دنیائے جمیل عالم نبیل امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا سارا خانوادہ ہی عشق رسالت میں سرشار نظر آتا ہے آپ کے دونوں صاحبزادگان حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ اور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ سادات کے سچے فدائی اور خادم تھے دونوں نے "الولد سرلابیہ" کا شاندار مظاہرہ کیا اپنے والد گرامی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی طرح دونوں نے سادات کرام سے اپنی محبت وعقیدت میں کوئی کمی نہ آنے دی۔

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں:۔

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبت کرتے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے سادات کرام خصوصاً مارہرہ مطہرہ کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے تھے اور اپنے آقاؤں کی طرح ان کا احترام کرتے تھے حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے آپ کو بڑی انسیت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے ان کو آپ ہی نے "شبیہہ غوث اعظم" کہا آپ ہر جلسہ اور خصوصاً بریلی کی تقریبات میں ان کا بہت شاندار تعارف کرتے تھے۔محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بھی اچھے مراسم تھے ملخصا(۳۸)

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک الہامی منقبت "ذریعہ التجا" (۱۴۱۰ھ) جو ۱۸۲ اشعار پر مشتمل ہے سیدی آل رسول احمد مارہروی علیہ الرحمہ کے عرس سراپا قدس

کے موقع پر بریلی شریف میں جب پڑھی گئی تو آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے منقبت سن کر حجۃ الاسلام کو طلب فرمایا اور اپنے سینے سے لگایا اپنی رضا وعطا سے نوازا اور ایک بار پھر "**حامد منی انا من حامد**" کی تصدیق فرما دی اس منقبت کا ہر مصرعہ "آل رسول" کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے چند اشعار سے ایمان تازہ کیجئے۔

من و عن ہوں رضائے آل رسول ما و من سے بچائے **آل** رسول

مجھ کو حق سے ملائے آل رسول حق میں مجھ کو گمائے **آل** رسول

میرے دل میں سمائے آل رسول میری آنکھوں میں آئے **آل** رسول

قدر سمو سمائے آل رسول تو ہی جانے فدائے **آل** رسول

ہوں حبیب فدائے آل رسول یہ تقرب ملے **نوافل** سے!

عقل بھی ہو فدائے آل رسول ہاتھ پاؤں ہو آنکھ **کان** ہو وہ

دل میں بھر دے ولائے آل رسول یا الٰہی برائے **آل** رسول

آنکھیں سر سے فدائے آل رسول سر سے قربان تجھ پہ **آنکھوں** سے

دل کی کلیاں کھلائے آل رسول ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ

دل کی کلیاں بسائے آل رسول بھینی بھینی سی مست خوشبو سے

صدقہ حامد رضائے آل رسول (۳۹) بیل میری بھی اب منڈھے چڑھ جائے

علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری اشرفی مدفیوضھم فرماتے ہیں:۔

ایک بار حضرت حجۃ الاسلام جنہیں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے خلافت واجازت سے بھی نوازا تھا، ان کا کچھوچھہ شریف حاضری کے لئے جانا ہوا۔ آپ کے لئے سادات اشرفیہ نے آرام وسکون کے لئے الگ کمرہ کا اہتمام فرمایا اور خدمت کے لئے حضرت صاحبزادہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف کو مقرر کیا۔ حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی گجراتی (علیہ الرحمہ جو ان دنوں مدرسہ جامعہ اشرف میں صدر المدرسین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے، فرماتے ہیں

"حضرت صاحبزادہ کو میں نے خصوصی طور پر خدمت میں مستعد رہنے کی تاکید کی"

صاحبزادہ صاحب کا اس وقت معمولی سا لباس تھا جب وہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب کو وضو کرانے لگے تو آپ نے فرمایا آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا درست نہیں۔ حالانکہ تعارف نہیں، کسی نے بتایا نہیں لیکن دل کی نیازمندی نے انوار نور نبوت سے دیکھ لیا یہ شاہزادے ہیں۔ ذریت مصطفیٰ ہیں، نسبت سادات کا یہ لحاظ، خاندان رضویہ کے رگ و ریشے میں سرایت کر چکا تھا۔ وہ سادات کی خوشبو قربت سے ہی محسوس فرما لیتے۔ (۴۰)

شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم اور سادات کرام:

مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ بھی احترام سادات میں اپنے والد گرامی اور برادر اکبر سے کہیں پیچھے نہ رہے آپ کو بھی "سادات کرام" سے محبت جنون کی حد تک تھی آپ نے اپنے نعتیہ دیوان میں نہایت ہی والہانہ انداز میں سید السادات حضور غوث الاعظم علیہ الرحمہ کی شان میں کئی مناقب لکھی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

خود تو نہیں ہے مگر تو خدا سے جدا بھی نہیں ہے یا غوث اعظم
تو باغ علی کا ہے وہ پھول جس سے دماغ جہاں بس گیا غوث اعظم
جھلک روئے انور کی اپنی دکھا کر تو نوری کو نوری بنا غوث اعظم

....

جو قسمت ہو میری بری اچھی کر دے جو عادت ہو بد کر بھلی غوث اعظم
ترا رتبہ اعلیٰ کیوں ہو نہ مولیٰ تو ہے ابن مولیٰ علی غوث اعظم
فدا تم پہ ہو جائے نوری مضطر یہ ہے اُس کی خواہش دلی غوث اعظم

....

دم نزع آؤ کہ دم آئے دم میں کرو ہم پہ یٰسین دم غوث اعظم

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

تمہارے کرم کا ہے نوری بھی پیاسا ملے یم سے اس کو بھی نم غوث اعظم (۴۱)

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں:۔

۱۹۷۹ء کا واقعہ ہے کہ گرمی کی دوپہر میں ایک خاتون ایک بچہ کے ساتھ تعویذ لینے کے لئے آئیں لوگوں نے بتایا کہ حضور مفتی ہند علیہ الرحمہ آرام فرما رہے ہیں مگر انھیں تعویذ کی سخت ضرورت تھی۔ انھوں نے کہلوایا کہ دیکھ لیا جائے کہ حضرت جاگے ہوں اور مجھے تعویذ مل جائے مگر حضرت کے پاس کسی کو جانے کی ہمت نہ ہوئی۔

بالآخر وہ خاتون اپنے بچہ سے بولیں چلو بیٹے یہ کیا معلوم تھا کہ اب یہاں سیدوں کی باتیں نہیں سنی جاتیں نہ معلوم حضرت نے کیسے سن لیا اور خادمہ کو آواز دے کر کہا جلدی بلاؤ شہزادی کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ انہیں روک لیا گیا بچہ حضرت کے پاس گیا حضرت نے نام پوچھا اس نے بتایا حضرت نے اس بچہ کو بڑی عزت و محبت کے ساتھ بٹھایا پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا سیب منگا کر دیا اور پھر پردے کی آڑ سے محترم خاتون سے حال معلوم کر کے انھیں اسی وقت تعویذ لکھ کر دیا اور گھر میں یہ کہہ کر رکوا لیا کہ دھوپ ختم ہو جائے تب جانے دینا اور ان کی خاطر مدارت میں کمی نہ کرنا۔ (۴۲)

علامہ سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ کراچی) لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ عرس رضوی کے موقع پر ایک غریب سید صاحب جو ابھی جوان تھے اور دیوانوں جیسی باتیں کرتے تھے تشریف لے آئے اور کہا، مجھے پہلے کھانا دو منتظمین نے کہا کہ ابھی نہیں اتنی دیر میں سید صاحب عالم دیوانگی میں حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں جانے لگے علماء نے ان کو روکا مگر کسی نہ کسی طرح وہ مفتی اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور فرمایا دیکھئے حضرت، یہ لوگ مجھے کھانا

نہیں دیتے، میں بھوکا ہوں اور سید بھی ہوں۔ یہ سننا تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند کھڑے ہوگئے اور ان سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس تخت پر بٹھالیا ڈبڈبائی آنکھوں سے فرمایا کہ حضور سید صاحب پہلے آپ ہی کو کھانا ملے گا یہ سب آپ ہی کا ہے وہ سید صاحب بہت خوش ہوئے اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے جناب ساجد علی خاں صاحب کو بلا کر فوراً ہدایت فرمائی کہ سید صاحب کو لے جایئے اور ان کی موجودگی میں فاتحہ دلوایئے اور سب سے پہلے کھانا ان کو دیجئے یہ تبرک فرمالیں تو سب کو کھلایئے اب کیا تھا سید صاحب اکڑے ہوئے نکلے اور کہنے گے دیکھا مجھے پہچاننے والے پہچانتے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو جب یہ معلوم ہوتا کہ ان کے گھر میں کوئی سید آیا ہے تو بہت خوش ہوتے ...... میں (سید محمد ریاست علی قادری) اپنے بریلی کے قیام کے دوران جب بھی آپ کا نیاز حاصل کرنے گیا تو آپ نے مجھے کبھی اپنے پائنتی بیٹھنے نہیں دیا بلکہ اپنے پاس بٹھاتے اور میرے بڑے صاحبزادے سید محمد اویس علی کو اپنے پاس بلا کر بہت ہی پیار فرماتے تھے۔(۴۳)

مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ راقم کے نام ایک خط میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا ایک ایمان افروز واقعہ یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"نبیرۂ حضور غوث الثقلین نقیب الاشراف سیدنا شیخ طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی علیہ الرحمہ عالم جوانی میں جب ۱۹۵۵ء (غالباً) میں بریلی شریف پہنچے تو ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ پاپیادہ ایک جم غفیر کے ساتھ موجود تھے آپ نے پیر صاحب کو ٹرین سے اترنے کے بعد زمین پر پیر نہیں رکھنے دیئے بلکہ کرسی پر بٹھا کر اتارا گیا اور کرسی کو کندھوں پر اٹھا کر موٹر کار میں بٹھایا گیا کندھوں پر اٹھانے والوں میں خود ہندوستان جیسے عظیم ملک کا مفتی اعظم جس کے پاک و ہند میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ مرید تھے بنفس نفیس پاپیادہ شریک تھا۔ پھر اس موٹر کار کے دونوں طرف لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور استقبال کے

لئے آنے والے مسلمانان بریلی کو حکم دیا گیا کہ اسٹیشن سے مزار اعلیٰ حضرت تک پیر صاحب کی کار کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جائے چنانچہ تمام مجمع نے مل کر کار کو کندھوں پر اٹھایا، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کندھے پر اٹھانے والوں میں سب سے آگے تھے خود بھی پا پیادہ تھے اور ان کے ساتھ تمام مجمع بھی پا پیادہ۔ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا یہ اعزاز و کرام اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا"۔ (۴۴)

جب حضرت مفتی اعظم ہند مرض الموت میں مبتلا تھے، معتقدین و مریدین اور خواص آپ کی خدمت میں مصروف تھے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھولیں اور گویا ہوئے آپ لوگوں میں مجھے سید کی خوشبو آ رہی ہے۔ سید صاحب نے ہاں سے جواب دیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے مخدوم ہیں، آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا جائز نہیں۔

پھر آپ نے وصیت میں فرمایا! میرا جنازہ کسی سید سے پڑھانا۔ جب لاکھوں عقیدت مند حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا جنازہ پڑھنے کے لئے حاضر ہیں، حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب نماز جنازہ پڑھانے کے لئے قدم بڑھا رہے ہیں کہ آواز آئی کچھوچھہ مقدسہ کی عظیم شخصیت صاحب سجادہ حضرت پیر سید مختار اشرفی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ تشریف لے آئے ہیں تو حضرت سرکار کلاں کی اقتداء میں لاکھوں سنیوں، بریلویوں، اشرفیوں، چشتیوں، قادریوں، سہروردیوں الغرض مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی، جن میں ہزارہا مشائخ عظام، علماء کرام شامل ہوئے اور خاندان سادات اشرفیہ کی عظمت و منزلت پر اپنی عقیدت و محبت کی مہر لگا دی۔ (۴۵)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت اور سادات کرام:

مولانا صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری روایت کرتے ہیں کہ:۔

۱۹۷۶ء میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا منان رضا خان (منانی میاں) ابن

مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں کراچی تشریف لائے تھے، دارالعلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ شمالی ناظم آباد کراچی میں استاذ العلماء حضرت مولانا محمد طفیل صاحب علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ نے آپ کی ضیافت کی تھی فقیر بھی اس محفل میں شریک تھا، اس محفل میں حضور غوث اعظم ﷜ کی اولاد سے چند صاحبزادگان تشریف فرما تھے، جب مولانا منانی میاں صاحب سے ان صاحبزادگان کا تعارف حضور غوث اعظم ﷜ کی اولاد کے حوالے سے کرایا گیا تو آپ فوراً باادب ان کے حضور کھڑے ہوگئے نہ صرف دست بوسی بلکہ پابوسی کی اور فرمایا کہ:۔

انہی کی بدولت تو میرے آباء و اجداد خصوصاً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ کو علم و فضل کا اعزاز اور عشق رسول ﷺ کا سرمایہ ملا ہے، ان کی قدم بوسی کرنا تو ہم خانوادہ اعلیٰ حضرت پر واجب ہے"۔(۴۶)

مخدوم الاولیاء کی رائے گرامی:۔

مخدوم الاولیاء سید العلماء، یادگار مشائخ مارہرہ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید آل مصطفیٰ میاں صاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ فرماتے ہیں:۔

"میں نے اس بات پر بہت ہی غور کیا کہ حضور اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت قدس سرہ العزیز ہر فضیلت و کرامت کے حامل تھے اور ان کی ذات بابرکات مظہر ذات وصفات سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو پٹھان قوم میں کیوں پیدا فرمایا، سادات میں کیوں نہیں پیدا فرمایا تو سمجھ میں یہ آیا کہ اگر وہ سید ہوتے اور سید ہو کر سیدوں کا ادب و احترام اس شان و بان سے فرماتے، ان کی تعظیم و توقیر کا خطبہ اس طرح پڑھتے تو منافقین یہ کہہ سکتے تھے کہ میاں اپنے منہ اپنی تعریف کر رہے ہیں اور اپنی تعظیم و توقیر کروانے کی غرض سے یہ طریقے اپنا رہے ہیں۔ لہٰذا رب تعالیٰ جل وعلا کی یہ حکمت ظاہر ہوئی کہ سادات میں ان کو پیدا نہ فرما کر اعدائے دین کا مونھ روز قیامت تک کے لئے بند فرما دیا، اعلیٰ حضرت علیہ

الرحمہ نے جس شان و بان سے سیدوں کا ادب و احترام فرمایا اور سادات کرام کی تعظیم و توقیر کر کے امت کو دکھایا، تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی"۔(۴۷)

اختتامیہ:۔

احترام سادات کے سلسلے میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تعلیمات اور واقعات درس عبرت دیتے ہیں کہ سادات کرام کے ساتھ نہایت محبت وعقیدت اور تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ایسا کرنے سے نہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر گامزن ہوں گے بلکہ ایسا کرنے سے سید العالمین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو بنی آدم میں پیدا فرمایا، سادات کرام کی اولا د امجاد سے کیا، دولت ایمان واسلام سے سرفراز فرمایا۔آخر میں اپنی سادات برادری کی خدمت میں جملہ معترضہ کے طور پر چند باتیں کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

سلطان الواعظین علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب مدظلہ "تذکرۃ الاولیاء" کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ مسجد سے نکلے تو ایک سید زادہ نے ان سے کہا۔

اے عبداللہ (علیہ الرحمہ) یہ کیسا مجمع ہے؟ دیکھ میں فرزند رسول (ﷺ) ہوں تیرا باپ تو ایسا نہ تھا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا، میں وہ کام کرتا ہوں جو تمہارے نانا جان نے کیا تھا اور تم نہیں کرتے اور یہ بھی کہا کہ بے شک تم سید ہو اور تمہارے والد رسول اللہ ﷺ ہیں اور میرا والد ایسا نہ تھا مگر تمہارے والد سے علم کی میراث باقی رہی، میں نے تمہارے والد کی میراث لی، میں عزیز اور بزرگ ہو گیا، تم نے میرے والد کی میراث لی تم عزت نہ پا سکے۔

اسی رات خواب میں حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ چہرہ مبارک آپ کا متغیر ہے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ رنجش کیوں ہے؟

فرمایا! تم نے میرے ایک بیٹے پر نکتہ چینی کی ہے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ جاگے اور اس سید زادہ کی تلاش میں نکلے تا کہ اس سے معافی طلب کریں، ادھر اس سید زادہ نے بھی اسی رات کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے اس سے یہ فرمایا کہ بیٹا اگر اچھا ہوتا تو وہ تمہیں کیوں ایسا کلمہ کہتا، وہ سید زادہ بھی جاگا اور حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کی تلاش میں نکلا، چنانچہ دونوں کی ملاقات ہوگئی اور دونوں نے اپنے اپنے خواب سنا کر ایک دوسرے سے معذرت طلب کر لی۔ (۴۸)

اس واقعہ سے اہل سمجھ کے لئے بہت کچھ سامان عبرت و بصیرت موجود ہے۔ سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی امت کی ہر بات پر شاہد اور ہر بات سے باخبر ہیں۔ حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والی کسی چیز پر نکتہ چینی حضور ﷺ کی خفگی کا موجب ہے۔ آل رسول ﷺ کے ناپسندیدہ کاموں سے بھی حضور ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

اسلام و مسلمین کے لئے آل رسول ﷺ کی قربانیاں اظہر من الشمس ہیں ہمارے جداعلیٰ حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام و مسلمین ہی کے لئے مدینہ منورہ چھوڑا، مکہ المکرّمہ چھوڑا، کرب و بلا کو بسایا، پورا خاندان لٹایا۔ حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ جیلان میں پیدا ہوئے، گھر چھوڑ کر بغداد چلے آئے۔ حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ ہجویر سے ہجرت فرما کر لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ "سمنان" ترک فرما کر کچھوچھہ" میں جلوہ افروز ہوئے۔ ایسے بے شمار نام لئے جاسکتے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف " تبلیغ دین" کے لئے تھا تبلیغ اسلام صرف اور صرف ہماری دولت تھی ہمارا ماضی نہایت روشن اور تابناک ہے۔

آج پھر نہایت پر فتن اور ابتلاء و آزمائش کا دور شروع ہے۔ مدح اہل بیت کا نام لیکن اصحاب رسول پر تبرا بازی۔ مدح صحابہ کی دعوت لیکن کام قدح اہل بیت کا۔ آہ! دین فروشی اور ملت فروشی۔ ضلالت و گمراہی کا گھٹاٹوپ اندھیرا۔ اسلامی روایات اور دینی اعتقادات کی پائمالی۔ دین

اور عالم دین کا تمسخر عروج پر ہیں۔

ان نازک ترین حالات میں ناموس رسالت، آبروئے اہل بیت، عظمت صحابہ، مقام اولیاء کی حفاظت، عقائد حقہ کی پاسبانی، اسلامی دل ودماغ کی رکھوالی کون کرے گا، ہاں ہاں خدارا بتاؤ! امت مصطفیٰ ﷺ کی راہنمائی کون کرے گا۔ سنو سنو بریلی سے ایک عرصہ دراز سے محب سادات امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی صدائے دلنواز آرہی ہے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے　　سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سیدو! بیدار ہو جاؤ، جاگو جاگو، دوسروں کو جگاؤ، اپنے حسب ونسب کا احترام فرماؤ، سید بن کے رہو، نیک اعمال میں ممتاز نظر آؤ، دلِ حضور اقدس ﷺ نہ دکھاؤ، اپنے نانا ﷺ کی امت پر رحم کھاؤ، ہاں ہاں سیدو اپنے مقام کو پہچانو، محراب ومنبر کے وارث، حق وصداقت کے علمبردار، عدالت وامامت کے پیشوا، فقر ودرویشی کی بنیاد تم ہی تو ہے۔

اے سیّدو! سادات کرام کی تحریک کو پھر سے زندہ کرو، وہی عزم واستقلال، وہی تسلیم ورضا، وہی جذبہ ایثار وقربانی، وہی طریقہ سخاوت وعبادت اختیار کرو۔

سیّدو! ایمان کو سنوارو، عمل کو سجاؤ اور پھر تاریخ کو دھراؤ۔

یہ رسم خانقاہی ہے، غم واندوہ ودلگیری　　نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

(اقبال)

"احترام خاندان نبی"

۱۴۱۸ھ

شک نہیں اس میں ذرا بھی، اعلیٰ حضرت کا وجود مرکزِ اوصاف تھا، مجموعہ افضال تھا

کوئی بھی ایسا نہیں ہے شعبہ تحقیق و علم جس میں اس فخرِ زمانہ کو کمال حاصل نہ تھا

دانش و حکمت سے حصہ اپنے لطف خاص سے مبدء فیاض نے وافر عطا ان کو کیا

یہ زمانے نے کیا ہے خوش دلی سے اعتراف وہ امام نعت گویاں تھے، شہِ ملک ثنا

حب محبوب خدا ہے جان ایمان و یقیں زندگی بھر درس تعظیم محمد کا دیا

کتنی پاکیزہ اس عبد مصطفیٰ کی سوچ تھی روضہ سرکار کو کعبے کا بھی کعبہ کہا

ہر گل باغ محمد کو رکھا اس نے عزیز اس نے سچا احترام آل محمد کا کیا

حیدر و حسن و حسین و فاطمہ کا وہ محبّ اس کے ممدوح گرامی حضرت غوث الورا

باہمہ شان بزرگی، اپنے قول و فعل سے عمر بھر غایت ادب سادات کا اس نے کیا

اس مقالے میں کیے باذوق صابر نے بیاں روح پرور واقعات و تجربات ایماں فزا

اس کا ہاتف نے سنِ تکمیل طارق سے کہا دیکھ "شوق و احترام خاندان مصطفیٰ"

.........................۱۹۹۷ء.........................

طارق سلطانپوری

حسن ابدال

"قطعہ تاریخ ماہ تابان محمدی"

"فصیح البیان امام احمد رضا" اور "نیک طرز ادا احترام سادات"

۱۴۱۸ھ ۱۴۱۸ھ

"مقالہ حق مآب جناب سید صابر حسین شاہ بخاری"

دیکھئے صابر بخاری کا مقالہ دیکھئے ہے "رضا اور احترام خاندان اہل بیت"

شاہ جیلاں حضرت حسنین و زہرہ بوتراب ہیں یہ سب نور تمام خاندان اہل بیت

غوث اعظم کے وسیلے سے ہے جہاں میں چار سو ہے رواں فیض دوام خاندان اہل بیت

ہے حکومت باطنی کونین میں ابدال کی کتنا محکم ہے نظام خاندان اہل بیت

امام اہل سنت ان کے ایسے جاں فشاں خود کو کہتے تھے غلام خاندان اہل بیت

اعلیٰ حضرت کی ہر اک تحریر سے ہے آئینہ رضویت ہے شاد کام خاندان اہل بیت

اس مقالے سے فضیلت ہے عیاں سادات کی اللہ اللہ احتشام خاندان اہل بیت

کہدے اے صابر براری اس کی تاریخ طبع "کلک حق ہے احترام خاندان اہل بیت"

............۱۹۹۷ء............

جناب صابر براری (کراچی)

ماخذ و مراجع

(حواشی و حوالہ جات)

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے (الف) سید علی ہمدانی: زاد العقبیٰ (مترجم: سید شریف حسین سبزواری) مطبوعہ لاہور (ب) علامہ یوسف نبہانی: برکات آل رسول (مترجم: علامہ محمد عبدالحکم شرف قادری) مطبوعہ لاہور (ج) مفتی احمد یار خاں نعیمی: الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول (مشمولہ رسائل نعیمیہ) مطبوعہ لاہور

(۲) محمد عبدالمجید صدیقی: زیارت نبی بحالت بیداری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۸۱

(۳) دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: ارادۃ الادب لفاضل النسب مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء

(۴) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۹ مطبوعہ کراچی ص ۱۰۹

(۵) ایضاً.................ص ۱۱۸، ۱۱۹

(۶) ایضاً.................ج ۱۰ نصف آخر ص ۱۳۱ ـ ۱۳۲

(۷) ایضاً.................ص ۱۶۶، ۱۶۷

(۸) ایضاً.................ص ۱۷۳، ۱۷۴

(۹) دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم (مشمولہ فتاوی رضویہ ج ۴)

(۱۰) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۴ مطبوعہ کراچی ص ۴۸۹، ۴۹۰

(۱۱) مولانا حسنین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص ۷۷

(۱۲) دیکھئے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: حدائق بخشش (مرتبہ علامہ شمس بریلوی) مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

(۱۳) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۱۲، مطبوعہ بمبئی

ص ۱۲۵

(۱۴) مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص ۱۵۵

(۱۵) مولانا محمد صابر نسیم بستوی: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۶۲

(۱۶) صاحبزادہ سید محمد امین برکاتی: خانوادہ برکاتیہ کا روحانی فرزند مشمولہ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء ص ۲۳۶

(۱۷) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص ۲۰۷

(۱۸) ایضاً..................ص ۲۰۸

(۱۹) ایضا..................ص ۲۰۸، ۲۰۹

(۲۰) ایضا..................ص ۲۰۶

(۲۱) ایضا..................ص ۲۰۴

(۲۲) ایضاً..................ص ۲۰۳

(۲۳) دیکھئے راقم کا مقالہ، امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی مشمولہ ماہنامہ آستانہ کراچی محدث اعظم نمبر ۲

(۲۴) مولانا حسنین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص ۷۷، ۷۸

(۲۵) مولانا شاہ مانا میاں قادری: سوانح حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص ۱۵۲

(۲۶) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء ص ۹

(۲۷) مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری بنام راقم الحروف محررہ ۳۰ نومبر ۱۹۹۶ء

(۲۸) سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۸۴ء (مرتبہ مولانا سید محمد ریاست علی قادری) ص ۳۰۳

(۲۹) علامہ ارشد القادری: زلف و زنجیر مطبوعہ لاہور ص ۱۰۰ تا ۱۰۴

(۳۰) تاجدار معرفت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی۔ صراط الطالبین فی طریق الحق والدین۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۸۳

(۳۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ ج ۱۰ نصف آخر مطبوعہ کراچی ص ۲۶۸

(۳۲) مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص ۳۰۳

(۳۳) اقبال احمد رضوی مصطفائی: کرامات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء ص ۶۰

(۳۴) مولانا محمد صابر نسیم بستوی ے: اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۶۱

(۳۵) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ مطبوعہ کراچی ص ۲۰۱

(۳۶) محمد مرید احمد چشتی: جہان رضا مطبوعہ لاہور ص ۱۵۱، ۱۵۲

(۳۷) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ مطبوعہ کراچی ص ۲۰۱

(۳۸) مولانا عبد المجتبیٰ رضوی: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۴۸۵

(۳۹) دیکھئے: مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی: تذکرہ جمیل مطبوعہ دہلی ۱۴۱۲ھ ص ۲۹۰ تا ۲۹۴

(۴۰) علامہ محمد منشا تابش قصوری اشرفی۔ مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور ص ۷۸

(۴۱) دیکھئے: مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری: سامان بخشش مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۸۲ تا ۸۷

(۴۲) مولانا محمد عبد المجتبیٰ رضوی: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۵۱۱

(۴۳) مولانا سید محمد ریاست علی قادری: مفتی اعظم ہند مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء ص ۵۹

(۴۴) مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری بنام راقم الحروف محررہ ۳۰ نومبر ۱۹۹۶ء

(۴۵) علامہ محمد منشا تابش قصوری اشرفی۔ مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور ص ۷۹

(۴۶) مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری، بنام راقم الحروف محررہ، ۳۰ نومبر ۱۹۹۶ء

(۴۷) مولانا محمد امانت رسول قادری: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء ص ۸۱، ۸۲

(۴۸) سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر: سچی حکایات حصہ اول مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۹۳، ۹۴

دعوت فکر

ہم اپنی ذاتی تقریبات (شادی، سوئم، چہلم، عقیقہ وغیرہ) میں

دینی کتب بطور تحفہ وصدقۂ جاریہ عزیز واقارب میں تقسیم کیوں نہیں کرتے؟

دعوت فکر

ہم اپنی ذاتی تقریبات (شادی، سوئم، چہلم، عقیقہ وغیرہ) میں

دینی کتب بطور تحفہ وصدقۂ جاریہ عزیز واقارب میں تقسیم کیوں نہیں کرتے؟